تذکرہَ

مشائخِ کمانوالہ شریف

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرّ

لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ()

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب ﷺ تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ﷺ ان کی شفاعت کریں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔(پارہ نمبر 5 سورۃ النساء آیت نمبر 63)

تذکرہ

مشائخِ کمانوالہ شریف

﴿حسب الارشاد﴾

پیر طریقت، رہبر شریعت، سرکار جانِ جاناں، چراغِ کمانوالہ شریف

حضرت علامہ پیر سید جعفر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کمانوالہ شریف سیالکوٹ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پیر طریقت، رہبر شریعت، عکسِ راجن،

حضرت پیر سید عون رضا شاہ مدظلہ العالی

زیب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کمانوالہ شریف سیالکوٹ

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	:	تذکرۂ مشائخِ کمانوالہ شریف
حسبُ الارشاد	:	پیرطریقت، رہبرشریعت، قطب الاقطاب، سرکارجانِ جاناں، حضرت علامہ پیرسیّدجعفرعلی شاہ رحمۃ اللہ علیہ
	:	پیرطریقت، رہبرشریعت، عکسِ راجن، حضرت پیرسیدعون رضاشاہ مدظلہ العالی۔ زیب سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کمانوالہ شریف سیالکوٹ
کمپوزنگ	:	محمد آصف نقشبندی ساکن محال مگراسیالکوٹ خادم آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کمانوالہ شریف
شائع کردہ	:	آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کمانوالہ شریف
تاریخ اشاعت	:	22-02-2019

کتاب کے ملنے کا پتہ:

آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کمانوالہ شریف سیالکوٹ

فون نمبر: 0345-6748146-0321-8630821

www.darbarsharif.weebly.com

facebook.com/Darbar-e-Azam kammanwala sharif

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الانتساب

شمس العارفین، عالم شریعت، مخزن طریقت، فنافی الرسول ﷺ، قطب الاقطاب، سرکار جانِ جاناں، چراغِ کمانوالہ شریف، حضور قبلہ عالم حضرت علامہ پیر سید **جعفر علی شاہ** رحمۃ اللہ علیہ، آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کمانوالہ شریف سیالکوٹ کے نام معنون کرتا ہوں جن کی ایک نگاہِ کرم اغیار کو اپنا کر لیتی ہے اور جن کے فیضان سے خاکسار کو یہ حقیر سی کوشش اہل اسلام کی خدمت میں کتاب تذکرہ مشائخِ نقشبندیہ مجددیہ پیش کرنے کی توفیق حاصل ہوئی۔

سوئے دریا تحفہ آوردم صدف

گر قبول افتد زہے عزو شرف

خاکپائے اولیاء

محمد آصف نقشبندی

خادم آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

نذرانہ عقیدت

یہ خاکسار اپنی اس کاوش کو پیر طریقت، رہبر شریعت، عکسِ راجن، حضرت صاحبزادہ پیر **سیّد عون رضا شاہ** مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کمانوالہ شریف سیالکوٹ کی بارگاہ میں نذرانہ عقیدت پیش کرتا ہے۔ جن کی نظر اور شفقت سے یہ خاکسار اس قابل ہوا کہ بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی خدمت کرتے ہوئے چند سطور ہدیہ قارئین کر سکے۔

پیر مُرید دی پریت انوکھی شالہ فرق نہ آوے

فرق آئیاں سب کیتی کتری پل وچ غرق ہو جاوے

خاکپائے اولیاء

محمد آصف نقشبندی

خادم آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ

بہ حُسنِ تصرّف

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، سلطان العارفین، شافعِ مریداں

قبلہ عالم جناب حضرت پیر سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، شہنشاہِ اولیاء

حضور پیر سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

جن کی نگاہِ تصرف کے صدقے یہ کتاب بخیر وخوبی انجام پذیر ہوئی

بفیضانِ کرم

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، زینت دنیائے تصوف، فنافی الرسول ﷺ

حضرت علامہ پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، قطب الاقطاب، سرکارِ جانِ جاناں

حضرت علامہ پیر سیّد جعفر علی شاہ قدس سرہٗ

(کیونکہ دین ودنیا میں جو کچھ پایا انہی کے طفیل پایا)

حُسنِ ترتیب

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
1	حرفِ آغاز	7
2	تعارف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ	
3	اصطلاحاتِ نقشبندیہ	
4	مرشد شیخ طریقت کی ضرورت	
5	بیعت کی اہمیت	
6	آدابِ مرشد کامل	
7	حضرت پیر سید راجن علی شاہ	
8	حضرت پیر سید عابد علی شاہ	
9	حضرت پیر سید اعظم علی شاہ	
10	حضرت پیر سید جعفر علی شاہ	
11	طریق ختمِ خواجگان	
12	شجرہ مقدسہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ	
13	منقبت	
14	اکھیاں داتار اڑ گیا	
15	پنجتنی پھول کا گلدستہ	
16	عقیدت دے پُھل	
17	پیراں داڈیرہ	

حرفِ آغاز

اللہ تعالیٰ عزّ وجل کے پاک نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی زیادہ مہربان، رحیم اور دنیائے جہان کا پروردگار ہے نیز حضور نبی کریم ﷺ پر ان کی تمام آل پر، ان کے تمام اصحاب پر بے حد درودو سلام۔ اللہ تعالیٰ عزوجل نے لوگوں تک اپنے پیغام کو پہنچانے کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام کو ذریعہ بنایا اور انہیں رشد و ہدایت بنا کر اس زمین پر بھیجا اور ان انبیاء علیہم السلام نے اللہ تعالیٰ عزوجل کے پیغام کو لوگوں تک پہنچایا۔

جن لوگوں نے ان انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت پر لبیک کہا وہ کامیاب وکامران ہوئے حضور نبی کریم ﷺ جو کہ انبیاء علیہم السلام کے گروہ کے آخری نبی ہیں آپ ﷺ کی دعوتِ حق پر لبیک کہنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کہلائے اور ان صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ بے شمار صعوبتیں برداشت کیں لیکن دعوتِ حق سے پیچھے نہ ہٹے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی بعد یہ ذمہ داری اولیائے کرام اور آئمہ عظام نے اٹھائی اور دعوتِ حق کا فریضہ سرانجام دیا اور بے شمار بھٹکے ہوئے لوگوں کو راہِ حق دکھایا۔

سلام ان پر جنہوں نے راہ دکھلائی شریعت کی
سلام ان پر جنہوں نے راہ بتلائی طریقت کی

اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم اللہ عزوجل کے برگزیدہ بندوں کی وہ جماعت ہے جس نے دنیاوی نعمتوں کی بجائے دینی نعمتوں کے حصول کی جانب اپنی توجہ مبذول رکھی۔ ان لوگوں نے اللہ عزوجل کی رضا کی خاطر زمانے کی صعوبتوں کو برداشت کیا گھر سے دور ہوئے، رشتہ داروں اور دنیا داروں سے اپنا ناطہ توڑ کر اپنا ناطہ اللہ عزوجل کے ساتھ قائم کیا۔ اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم صحیح معنوں میں حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ

علیھم کے جانشین بنے اورانہوں نے اپنے اقوال وافعال سے اس کو ثابت بھی کیا۔
کسی شخص کو اللہ تعالی اپنے قرب کے لیے پسند کر لیتا ہے تو اس کو اپنے نور کی ایسی بینائی عطا کرتا ہے کہ اس کی روشنی میں ایسا شخص ذات الٰہی کا مکمل مظہر بن کر اس کا کان، اس کی آنکھ، اس کا ہاتھ بن جاتا ہے اور پھر اس نور الٰہی سے آفتاب الٰہی کی مانند چمکتا، دمکتا فیض ربانی بکھیرتا اپنی زندگی گزار کر بالآخر واصل بالحق ہو جاتا ہے اور دنیا میں اپنا نام روشن کر جاتا ہے۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے۔

یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (توبہ:119)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو''

ان ہی شخصیات میں معتبر اور قابلِ عزت نام حضور لجپال سرکار، قبلہ عالم جناب حضرت پیر سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، شہنشاہِ اولیاء حضور پیر سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، پیر طریقت رہبر شریعت، زینت دنیائے تصوف، حضرت علامہ پیر سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور پیر طریقت، رہبر شریعت، سرکار جانِ جاناں، چراغِ کمانوالہ شریف، قطب الاقطاب حضرت علامہ پیر سید جعفر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جنہوں نے اپنی ساری زندگی اللہ تعالی کی عبادت اور حضور اکرم ﷺ کے عشق میں بسر کی۔
کمانوالہ شریف کو فقیروں اور درویشوں کی دنیا میں ہمیشہ قدر و منزلت کا مقام حاصل رہا ہے یہ اللہ کے وہ برگزیدہ بندے تھے جنہوں نے کئی سالوں تک اس سرزمین میں نیکی اور پاکیزگی کے بیج بوئے اور بھٹکے ہوئے لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کا مقدس فرض ادا کیا۔
حضراتِ مشائخ کمانوالہ شریف کی سیرتِ مبارکہ پر اس کتاب کی تالیف کا مقصد بھی یہی ہے کہ ہم صحیح معنوں میں ان بزرگانِ دین کی تعلیمات سے روشناس ہوں اور ان بزرگانِ

دین کی سیرت مبارکہ کے مطالعہ سے اپنے دلوں کو منور فرمائیں۔

اخیر میں اللہ تعالی سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ میری اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اور ہمیں صحیح معنوں میں مسلمان ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور مشائخِ نقشبندیہ کے توسط سے بارگاہِ رب العزت میں دعا ہے کہ اس کتاب کو اپنی مخلوق میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور بندۂ ناچیز اور قارئین کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور خاکسار کے لیے وسیلہ نجات بنائے آمین ثم آمین۔

خاکپائے اولیاء

محمد آصف نقشبندی

تعارف سلسلہ عالیہ نقشبندیہ

حضرات

اصطلاحاتِ نقشبندیہ

حضرات مشائخِ نقشبندیہ قدس سرہ اللہ اسرارہم نے اپنے طریقہ عالیہ نقشبندیہ کی بنیاد گیارہ کلمات طیبات پر رکھی ہے۔ ان میں سے پہلے آٹھ کلمات قدسیہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ سے اور آخری اصطلاحات جو تین ہیں وہ شہنشاہِ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ سے مروی ہیں ۔ یہ اصطلاحات اشغال واعمال کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے آٹھ کلمات یہ ہیں۔

ا۔ہوش دردم ٢۔نظر برقدم ٣۔سفر دروطن

٤۔خلوت درانجمن ٥۔یادکرد ٦۔بازگشت ٧۔نگہداشت

٨۔یادداشت

ا۔ہوش دردم

''اس سے مراد یہ ہے کہ سالک کا ہر ایک سانس حضور وآگاہی سے ہو نہ کہ غفلت سے۔ یہ اصل میں پاس انفاس ہے۔یعنی ہر سانس میں خدا سے غافل نہ رہے اور ہر دم ہوش میں رہے تاکہ جو سانس نکلے یادالٰہی میں نکلے اور سانس کی اس قدر محافظت کرے کہ کوئی سانس غفلت اور معصیت میں نہ گزرے ۔ اگر غفلت یا معصیت ہوجائے تو استغفار کرے اور سانس کو غفلت سے اس قدر اور اتنا زیادہ بچائے کہ حضور دائمی کو پہنچ جائے اور قریب قریب یہی معنیٰ ''وقوف زمانی'' کے بھی ہیں۔

☆۔حدیث رسول مقبول ﷺ ہے: ''ہوشیار وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو ڈرایا اور آخرت کے واسطے عمل کیا''

حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں: ''کسی سانس کو ضائع نہ ہونے دو۔ یعنی سانس کے خروج و دخول میں اور دخول و خروج کے درمیان محافظت چاہیے کہ کوئی وقفہ غفلت کا نہ پایا جائے''

ہوش دردم مبتدی کے واسطے موزوں ہے اور اس شغل سے تفرقہ انفسی دفع ہوتا ہے۔ ہوش دردم اور وقوف زمانی قریب قریب ایک ہی مطلب رکھتے ہیں وقوف زمانی کی تشریح آگے بھی اسی عنوان سے کردی گئی ہے وقوف زمانی کو صوفیاء کرام ''محاسبہ'' بھی کہتے ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اے بندو! اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرو اور اس کے لیے اسلام لاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے (یعنی اپنا محاسبہ کرو اس دن کے لیے جب تمہاری کوئی چیز نہ چھپ سکے گی)۔

۲۔ نظر برقدم

اپنی نگاہ کو اپنے پاؤں کی طرف رکھنا۔ یہ بڑا بامعنی کلمہ ہے اور یہ بہت سی خوبیاں اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ سب سے افضل و اعلیٰ یہ بات ہے کہ نگاہ نیچی رکھنا سنت رسول مقبول ﷺ ہے ''سالک کو چاہیے کہ وہ اپنی نظر کو اپنے پاؤں کی طرف رکھے اور راہ چلتے ہوئے ادھر ادھر نہ دیکھے تاکہ نامحرم عورتوں پر نظر نہ پڑے۔ کیونکہ نامحرم عورت پر نظر پڑنا ایک زہر آلود تیر کی طرح ہے جس سے ہلاکت یقینی ہے۔ اس ہلاکت سے مراد ایمان کا نقصان، رسوائی اور تباہی دارین ہے۔

☆۔ نظر کی پراگندگی اور رنگارنگ اشیاء دیکھنے سے خیال منتشر ہوجاتا ہے اور خدا کی طرف سے سالک کی یکسوئی نہیں رہتی اس لیے یہ عمل ''نظر برقدم'' تفرقہ بیرونی کے ازالہ کے لیے ہے۔ جیسا کہ ''ہوش دردم'' تفرقہ اندرونی کے دفعیہ کے لیے ہے۔

☆۔سالک اپنے برائی اور نیکی کے قدم کو دیکھے کہ کس طرف جھکاؤ زیادہ ہے اگر برائی میں قدم دیکھے تو پیچھے ہٹائے اور نیکی کے قدم کو آگے بڑھائے۔نظر بر قدم پر عمل کرنے سے سنت رسول ﷺ پر عمل ہوتا اور خدا تک رسائی آسان ہو جاتی ہے۔

وقت رفتن بر قدم باید نظر هست سنت حضرت خیر البشر ﷺ
اندر دیں حکمت بیش است و بے شمار دیده خواہد طالب حق آشکار
اتباع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ میرساند حق جل و علاء

چلتے وقت نظر پاؤں پر ہونی چاہیے کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے۔
اس میں بہت سی حکمتیں ہیں کہ جو طالب خدا (سالک) پر آشکارا ہوتی ہیں نبی کریم ﷺ کی پیروی اللہ تعالیٰ تک پہنچاتی ہے۔''رشحات'' میں ہے کہ شاید نظر بر قدم ''سرعت سیر'' کی طرف اشارہ ہے یعنی مسافت ہستی کے قطع کرنے اور عقبات خود پرستی کے طے کرنے میں قدم نظر سے پیچھے نہ رہے۔ بلکہ منتہائے نظر پر پڑے۔
حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ نظر کو نیچی رکھنا بہ نسبت مبتدی کے ہے اور منتہی پر تو واجب ہے کہ تامل کرے اپنے حال میں کہ وہ کسی نبی علیہ السلام کے قدم پر ہے۔مختلف اولیاء کرام مختلف انبیاء کے قدوم پر ہوتے ہیں۔

۳۔سفر دَر وطن:

''سفر در وطن سے مراد ہے اپنے باطن میں سفر کرنا۔یعنی صفات ذمیمہ سے صفات حمیدہ کی طرف انتقال کرنا ہے۔یا یہ کہ آدمی صفات بشریہ کو چھوڑ کر صفات ملکیہ کو حاصل کرے۔ یعنی طلب جاہ مال عجب، حسد، بغض، کینہ اور تکبر سے دل کو پاک صاف کرے۔ کیونکہ جب تک یہ خصائل رذائل دل میں بھرے ہوں گے تو نور خدا کس طرح آ سکتا ہے''۔حضرت بوعلی قلندر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

صد تمنا در دل داری فضول　　　　کے کند نورِ خدا در دل نزول

(تو سینکڑوں فضول آرزوئیں دل میں لیے پھرتا ہے۔ذرا یہ تو بتاؤ کہ خدا کا نور تیرے دل میں کب نزول کریگا)

☆۔اور حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ہم خدا خواہی وہم دنیائے دوں　　　　ایں خیال است ومحال است وجنوں

(تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور اس حقیر دنیا کو بھی یہ تو محض خیال، جنوں اور محال ونا ممکن بات ہے)

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''سفر در وطن'' سے مراد یہ ہے کہ ''سیر آفاقی'' کو چھوڑ کر سیر انفسی کی طرف سفر کرنا''۔خواجگان نقشبندیہ سفر ظاہر اتنا ہی کرتے ہیں کہ پیر کامل تک پہنچ جائیں اور دوسری حرکت جائز نہیں رکھتے اور ملازمت شیخ سے دوری نہیں چاہتے اور ملکہ آگاہی کے حصول کے لیے پوری کوشش کرتے ہیں اور سیر آفاقی کو سیر انفسی کے ضمن میں طے کرتے ہیں۔ دوسرے سلاسل تصوف سلوک کو سیر آفاقی سے شروع کرتے ہیں اور سیر انفسی پر ختم کرتے ہیں سیر انفسی سے شروع کرنا سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کا خاصہ ہے۔اور اندراج نہایت در بدایت کے یہی معنی ہیں کہ ''سیر انفسی'' جو دوسرے سلاسل کی نہایت ہے وہ اکابرین نقشبندیہ کی بدایت (ابتداء) ہے۔**وللہ الحمد**

☆۔امیر المومنین حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''جس نے اللہ کی محبت کا مزا چکھا تو اس نے اس کو طلبِ دنیا سے باز رکھا'' (شرح قول الجمیل ص۹۶)

☆۔حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ حدیث پاک ''جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس

گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے'' کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''جس دل میں خیالِ غیر خدا ہے وہ دل بھی رحمتوں کے نزول کا مستحق نہیں ہوتا''۔

حضرت شاہ ہدایت علی جے پوری نقشبندی مجددی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

کینہ وبغض وحسد حقد وریا   خودسری خودبینی ومکر ودغا

ایں خصائل ناقصہ رادورکن   قلب خودازیادحق معمورکن

تا شود قلب سینہ نوروضیاء   تا شود خانہ دلت خانہ خدا

(کینہ، بغض، حسد، دشمنی وکمینہ پن اور ریا کاری خودسری، خود بینی مکر ودغا اور فریب کاری) یہ سب بری عادتیں ہیں ان سے دور رہو (چھوڑ دو) اور اپنے دل کو یاد خدا سے معمور کرو۔ تا کہ تیرا سیاہ دل روشن ومنور ہو جائے اور تیرا دل خانہ خدا بن جائے۔

حضرت بوعلی شاہ قلندر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

صد تمنا دردلا واری فضول   کے کند نور خدا دردل نزول

سینکڑوں آرزوئیں لغو تو دل میں رکھتا ہے تو پھر کب تک خدا کا نور تیرے دل میں نازل ہوگا۔

مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ترجمہ: تو خدا کو بھی چاہتا ہے اور ذلیل دنیا کو بھی یہ محض خیال اور جنون اور محال بات ہے۔

۴۔خلوت درانجمن:

''خلوت درانجمن'' کا مطلب یہ ہے کہ دل سے خدا کے ساتھ مشغول رہے اور اپنے تمام حالات میں یعنی کھانے پینے، بولنے، پڑھنے، پڑھانے، چلنے پھرنے، بیٹھنے اور سونے وغیرہ میں چاہے حالت پاکی میں یا ناپاکی میں دل اللہ کے ساتھ اس قدر مشغول ہو کہ توجہ الی اللہ خوب راسخ (پختہ) ہو جائے''۔

☆۔خواجہ خواجگان حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندیہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

دل بیار، دست بکار (دل یار (اللہ) کی طرف اور ہاتھ کام کی طرف)

ارشاد باری تعالیٰ سے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی تائید ہوتی ہے۔ رجال لا تلهيهم تجارة و لا بيع عن ذكر الله (سورۃ النور آیت ۳۷)

☆۔حضرت خواجہ اولیائے کبیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''خلوت در انجمن یہ ہے کہ سالک اگر بازار میں جائے تو ذکر میں استغراق کے سبب کوئی آواز نہ سنے''۔

☆۔حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی فرماتے ہیں:

''سفر در وطن میں خلوت در انجمن کا مطلب حاصل ہوجاتا ہے ''خلوت در انجمن'' سے مراد یہ ہے کہ آدمیوں میں اس کا جسم موجود ہے اور دل میں سوائے اللہ کے کسی کا خیال نہ رہے''۔اور یہ بات بے تکلفی کے ساتھ ہو۔ تصنع، بناوٹ اور تکلف نہ ہو۔

☆۔حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ کا قول ہے کہ:

''ذکر میں جہد و اہتمام بلیغ کے ساتھ مشغول ہونے سے سالک کو پانچ چھ روز میں یہ دولت (خلوت در انجمن) حاصل ہوجاتی ہے۔اس لیے مشائخ نقشبندیہ بجائے چلہ کشی کے اسی خلوت پر قناعت کرتے ہیں کیونکہ حاصل چلہ اس میں داخل ہے۔اسی لیے وہی مقاصد حاصل ہوجاتے ہیں۔ایک بزرگ کا قول ہے۔

از بروں درمیان بازارم   وز دروں خلوتیست بایارم

ترجمہ: ''میرا ظاہر جسم تو بازار میں ہے اور میرا باطن یعنی دل خدا کے ساتھ ہے''۔

وضع اور لباس میں بھی تصنع بناوٹ اور تکلف نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ایک بزرگ (غالباً حضرت خواجہ میر درد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:''میں نہ تو عالموں

والالباس پہنتا ہوں نہ درویشوں والاتا کہ لوگ مجھے عالم یا درویش نہ سمجھیں ۔ بلکہ عام لوگوں کا لباس پہنتا ہوں تا کہ پہچانا نہ جاؤں‘‘۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بھی یہی طریقہ تھا کہ عام لوگوں کی طرح رہتے تھےاور کوئی شان درویشی کا امتیاز ظاہر نہ کرتے تھےاور بالکل یہی طریقہ حضرات نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کا ہے۔

☆۔حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

’’میں تمہاری صورتوں اور لباس واموال کونہیں دیکھتا بلکہ تمہارے دلوں کودیکھتا ہوں‘‘۔

حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مابروں را نہ نگریم وقال را　　　　ما دردوں را بنگریم وحال را

’’ہم کسی کی ظاہری حالت کونہیں دیکھتے بلکہ ہم باطنی حالت کودیکھتے ہیں‘‘۔

اسی لیے مشائخ نقشبندیہ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اس چیز کی تکمیل میں زیادہ کوشش اور سعی کرتے ہیں جس کوخدا دیکھتا ہے۔فقیروں کی شکل بنانے اوراپنے فقر کودوسروں پر ظاہر کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔جب تک تیرا باطن پرہیز گارنہیں ہوتا تجھے فقیر نہیں بننا چاہیے۔

☆۔حضرت فریدالدین عطار علیہ الرحمۃ (صاحب تذکرۃ الاولیاء) فرماتے ہیں:

فقر خود را پیش کس پیدا مکن　　　　محنت امروز را فردا مکن

’’اپنے فقرکوکسی پرمت ظاہر کرو۔اورآج کا کام ل پرمت چھوڑو‘‘

☆۔خواجہ خواجگان شہنشاہ نقشبند قدس سرہ فرماتے ہیں:

’’خلوت درانجمن کا مطلب یہ ہے کہ ظاہر میں خلق کے ساتھ اور باطن میں حق کے ساتھ ہونا‘‘

☆۔حضرت خواجہ عزیزاں علی رامیتنی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

از دروں شو آشنا و ز بروں بیگانہ باش

ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

''اپنے اندر یعنی دل میں خدا کی یاد رکھ اور ظاہر میں بیگانہ رہ یہ عمدہ روشن مثال دنیا میں بہت کم ہے''

☆۔حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ نے اس طرح فرمایا ہے: طالبانِ حق کے لیے چنانچہ اس نصیحت کو دل لگا کر سنو یہاں مٹی کے کان کام نہیں آئیں گے۔ بندوں کو چاہیے کہ بات چیت کرتے وقت یہ حال ہو کہ دل خدا کے ساتھ اور جسم محل میں ہو (یعنی باطن میں تو وہ اللہ سے مشغول رہے اور ظاہر میں وہ خلق سے آشنا نظر آئے)۔

۵۔یاد کرد:

''یاد کرد کا مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہے۔ذکر خواہ زبانی ہو یا قلبی ذکر اسم ذات کا یا نفی اثبات یعنی کلمہ شریف کا جو کچھ مرشد سے اجازت ہو ذکر اس قدر کرے کہ اللہ تعالیٰ کی حضوری حاصل ہو جائے''۔

☆۔شہنشاہ نقشبند خواجہ خواجگان حضرت بہاؤالدین نقشبند بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:''ذکر سے مقصود یہ ہے کہ دل ہمیشہ حضرت حق (اللہ تعالیٰ) کے ساتھ حاضر رہے اور یہ محبت اور تعظیم کے ساتھ ہو کیونکہ ذکر یعنی یاد دفع غفلت کا دوسرا نام ہے''۔

☆۔حضرت خواجہ علاؤالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

باش دائم اے پسر در یادِ حق — گر خبر داری ز عدل و دار حق

اے بیٹے! ہمیشہ یادِ حق (اللہ تعالیٰ کی یاد) میں رہا کرو۔اگر تجھے اللہ تعالیٰ کے انعامات کی خبر ہے۔المختصر یہ ہے کہ یاد کرد سے مراد ہے۔ذکر لسانی و قلبی جس سے غفلت دور ہو اور حق تعالیٰ کی یاد تازہ رہے۔ذکر اسم ذات ہو یا نفی اثبات ذکر ایسی شے ہے جس سے فنا و

بقا حاصل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ تک رسائی ہوتی ہے۔ **وَاذْکُرُوا اللہَ کَثِیْرًا لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ** ۔ (اللہ کو بہت زیادہ یاد کرو تا کہ مراد پاؤ) یہ آیت کریمہ مدعائے مذکورہ پر نصِ قاطع ہے۔

۶۔ بازگشت:

''بازگشت یعنی رجوع کرنا یا پھرنا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ تھوڑے ذکر کے بعد تین بار یا پانچ بار مناجات کی طرف رجوع کرے۔ ذکر میں یہ شرط نہایت عظیم ہے جسے ہرگز نظر انداز نہ کیا جائے''۔

☆۔ حضرت خواجہ شہنشاہ نقشبند علیہ الرحمۃ کی دعا یہ تھی:

''الٰہی مقصود من توئی و رضائے تُو محبت و معرفت خود بدہ''

''اے اللہ! میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری خوشنودی و رضا، تو اپنی محبت و معرفت عطا فرما''۔

☆۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''ہمارے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس دعا کو بار بار پڑھنا شرط عظیم فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ طالب کو چاہیے کہ وہ اس سے غافل نہ رہے اس لیے کہ ہم نے جو پایا اس دعا کی برکت سے پایا''۔

اور حق تو یہ ہے کہ ذکر و فکر کے دوران اگر کچھ عالم غیب سے نظر آ جائے تو سالک اس پر مغرور ہو کر اسے اپنا مطلوب نہ سمجھ لے۔ کیونکہ ذات الٰہی تو کجا صفات الٰہی میں سالک اگر لاکھوں برس بھی گزار دے تو سیر ختم نہ ہو۔ لہذا یہ دعا سب کو ختم کر کے ذات حق سے قریب کرتی ہے۔

☆۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ اسی ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں:

ہر چہ دیدہ شد و شنیدہ شد و دانستہ آں ہمہ غیر حق است بحقیقت کلمہ لانفی آں باید کرد

''یعنی جو کچھ دیکھا جائے اور سنا جائے وہ سب غیر خدا ہے۔کلمہ طیبہ کے لا سے سب کی نفی کرنی چاہیے''۔

☆۔مشائخ نقشبندیہ کا معمول یہ ہے کہ کلمہ توحید کے تلفظ کے ضمن میں لا مقصود ملاحظہ کرتے ہیں کیونکہ جو معبود ہوتا ہے وہ مقصود ہوتا ہے۔

☆۔حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اے برادر بے نہایت در گہیست　　　هر کہ بروئے می رسی بروئے مالیست

''اے بھائی جان! خدا کی بے انتہا درگاہیں ہیں۔ جب تو کسی درگاہ پر پہنچ جائے اس کو نہایت جان کر مت ٹھہر''۔

۷۔نگہداشت:

''نگہداشت سے مراد یہ ہے کہ ذاکر قلب کو خطرات اور حدیث نفس سے نگاہ میں رکھے اور ان کو دور کرے یعنی جو خیالات اور وسوسے دل میں غیر خدا کے آئیں تو سالک ان کو نہ آنے دے''۔

☆۔حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

''سالک کو لائق ہے کہ خطرہ کو اس کے ابتدائے ظہور میں روک دے۔اس لیے کہ جب خطرہ ظاہر ہو جائے گا تو نفس اس کی طرف مائل ہو جائے گا۔اور وہ نفس پر اثر کرے گا پھر اس خطرہ کا دور کرنا مشکل ہوگا یہ نگہداشت طریقہ ہے حاصل کرنے ملکہ خلو۔تختہ ذہن کا خطرات ووساس کے خطور کرنے سے''۔

۔خطرات کو دور کرنے کے لیے کلمہ طیبہ حبس دم کے ساتھ مفید ہے۔

☆۔حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''خطرہ کو دل میں ساعت دو ساعت بھی نہ رکھنا چاہیے۔ بزرگوں کے نزدیک یہ نہایت

اہم ہے اور اولیائے کاملین کو یہ دولت عرصہ تک حاصل رہتی ہے“۔

حضرت عبدالخالق غجدوانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

کوشش تا در دل نیاید فکر غیر　　　نے رود فکر دل طالب بغیر

”اس بات کی کوشش کر کہ تیرے دل میں خیال غیر خدا نہ آئے اور نہ طالب کے دل کا خیال سوائے خدا کے کسی کی طرف جائے“۔

☆۔حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ترجمہ: ”وسوسوں کی روئی کو کان سے باہر نکال تا کہ تیرے کان میں آسمان سے آوازیں آئیں۔تا کہ تو ان اسرار کو سمجھ سکے اور تو راز کی باتوں کو جان سکے۔(اگر سالک ایک دم سو بار کلمہ کہے تو اس درمیان میں ایک بار بھی خیال ادھر ادھر نہ بھٹکنے پائے۔بلکہ اسماء وصفات سے گزر کر احدیت مجردہ اور وراء الوراء پر ہی نظر رکھے“۔

۸۔یادداشت:

”یادداشت سے مراد دوام آگاہی بحق سبحانہ بعض کے نزدیک یادداشت کا مطلب یہ ہے کہ توجہ ہر حال اور ہر دم بر سبیل ذوق اللہ تعالیٰ کی طرف رہے۔بعض کے نزدیک یادداشت سے مراد حضور بے غیب ہے“۔اگر ادوام آگاہی اس قدر غالب ہو کہ کثریت کونیہ اس کی مزاحم نہ ہو بلکہ اپنے وجود کا بھی شعور نہ رہے تو اسے فناء کہتے ہیں۔اگر اس بے شعوری کا شعور بھی نہ رہے تو اسے فنائے فنایا، فناء الفناء بولتے ہیں اور عین الیقین بھی کہتے ہیں اہل تحقیق کے نزدیک یادداشت یہ ہے کہ سالک کے دل پر استیلائے شہود حق بتوسط حب ذاتی ہو جائے اور اسی کو مشاہدہ کہتے ہیں یہ دولت بدون فناء تام اور بقا کامل حاصل نہیں ہوتی۔

☆۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے اپنے والد ماجد حضرت شاہ

عبدالرحیم دہلوی قدس سرہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ:
''حق بات یہ ہے کہ ایسا متوجہ رہنا بالاستقامت حاصل نہیں ہوتا مگر بعد فنائے نام اور بقائے کامل کے''۔ یہاں یہ خیال پیدا نہ ہونا کہ یادکرد نگہداشت اور یادداشت میں کوئی فرق نہیں ہے تو خیال رہے کہ یادکرد اور نگہداشت میں طالب اپنی کوشش سے اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول ہوتا ہے لیکن یادداشت میں بلا کوشش خود بخود قلب اللہ تعالیٰ کی طرف مشغول ومخاطب رہتا ہے اور یہ مقام ولایت ہے۔

یادداشت حاصل شود بعد از فناء بلکہ حاصل می شود بعد از بقاء

بعد ازیں غافل نہ باشد یک زماں خواہ باشد فرح وغم سود وزیاں

در جماعت اولیاء داخل شود نزد جملہ طرق او واصل شود

۱۔یادداشت فنائے تام کے بعد حاصل ہوتی ہے بلکہ بقائے کامل کے بعد حاصل ہوتی ہے۔
۲۔اس کے بعد تھوڑی دیر بھی خدا سے غافل نہ رہے خواہ اسے خوشی ہو یا رنج، فائدہ ہو یا نقصان۔
۳۔وہ شخص جو فناء اور بقاء سے مشرف ہو چکا وہ ولی ہے اور متفقہ طور پر وہ واصل بحق ہے۔
☆۔خلاصہ یہ ہے کہ یادداشت ذات مقدس کے دھیان کا نام جو بلا ذریعے الفاظ اور تخیلات کے ہو۔ یہ دولت منتہان ولایت کو البتہ حاصل ہوتی ہے۔ اہل تحقیق کے نزدیک یادداشت یہ ہے کہ سالک کے دل پر استیلائے شہود حق بتوسط حب ذاتی ہو جائے اسی کو مشاہدہ کہتے ہیں۔
☆۔شہنشاہ نقشبند حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبندی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تین اصطلاحات۔

۹۔وقوف زمانی:

''وقوف زمانی اور ہوش دردم دونوں تقریباً ہم معنی ہیں وقوف زمانی کا ایک مطلب یہ ہے کہ سالک کو چاہیے کہ واقف نفس رہے اور پاس انفاس کو ملحوظ رکھے یعنی ہر حال خیال رکھے کہ سانس حضور میں گزرتا ہے یا غفلت میں''۔

''دوسرا مطلب یہ ہے کہ بندہ ہر وقت اپنے حال سے واقف رہے اور اگر وقت طاعت میں گزرا ہے تو شکر بجالائے۔اور اگر معصیت میں گزرا ہے تو عذر خواہی کرے اسی طرح حالت بسط میں شکر اور حالت قبض میں استغفار کرے۔صوفیاء کرام کی اصطلاح میں اسے محاسبہ کہتے ہیں۔

☆۔ وَاَنِیبُوْا اِلٰی رَبِّکُمْ وَاَسْلِمُوْا لَہٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (سورۃ الزمر آیت ۵۴)

''اور اپنے رب کی طرف رجوع لاؤ اور اسکے حضور گردن تسلیم رکھو قبل اس کے کہ تم پر عذاب آئے اور پھر تمہاری مدد نہ ہو''۔(ترجمہ کنز الایمان)

☆۔اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول ''حاسبوا قبل ان تحاسبوا ''(تم محاسبہ کرو پہلے اس سے کہ محاسبہ کیے جاؤ) میں بھی اسی محاسبہ کی طرف اشارہ ہے۔(تذکرہ نقشبندیہ خیریہ)۔

☆۔شفاء العلیل ترجمہ: قول الجمیل میں بھی حضرت عمر فاروق کا یہی قول نقل کیا گیا ہے علماء کرام فرماتے ہیں کہ اصل سند محاسبے کی یہ آیت مبارکہ ''ولتنظر نفس ما قدمت لغد (سورۃ الحشر) وقوف زمانی متوسط کے لیے موزوں ہے۔

۱۰۔وقوف عددی:

وقوف عددی سے مراد سالک کا اثنائے ذکر واقف رہنا ہے کہ جب ذکر حق کرے تو طاق عدد کرے یعنی ۳۔۵۔۷۔۹۔۱۱ وغیرہ کیونکہ اس میں ذات باری تعالیٰ کے ساتھ مناسبت

ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اللّٰہ وتر و یحب الوتر''

یعنی اللہ ایک ہے اور ایک کو پسند کرتا ہے۔

چونکہ اللہ ایک ہے اور ایک کو پسند فرماتا ہے۔ لہذا ذکر قلبی میں اس نوعیت کی رعایت عددی تفرقہ کے دور کرنے اور جمعیت خاطر کے پیدا کرنے میں خاص طور پر موثر ہے۔ لہذا ذکر عددی کے ساتھ ساتھ ذکر قلبی بھی ضروری ہے۔المختصر یہ کہ نفی اثبات میں طاق عدد کی رعایت کرنے کو وقوف عددی کہتے ہیں۔اور وقوف عددی تو عدد طاق کی محافظت کا نام ہے۔یعنی ذکر کو طاق ذکر کرنا۔مقاصد ذکر کے حصول میں طریق وقوف عددی ممد ہے۔شرائط میں سے نہیں۔

۱۱۔وقوف قلبی:

وقوف قلبی سے مراد یہ ہے کہ سالک ہر وقت ہر آن اور ہر لحظہ اپنے قلب کی طرف متوجہ رہے اور قلب خدا کی طرف متوجہ رہے تاکہ سب طرف سے توجہ ٹوٹ کر معبود حقیقی کی طرف توجہ ہوجائے۔ اور خطرات و وسوسے دل میں داخل نہ ہوں۔خصوصاً ذکر کے دوران اس کا پورا پورا خیال رکھے اسی لیے تو حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ نے حبس دم اور رعایت عدد کو ذکر میں لازم کا نہیں فرمایا بلکہ فوائد میں داخل فرمایا ہے۔اور قرآن مجید کی اس آیہ مبارک کا اشارہ بھی وقوف قلبی کی طرف ہے:

''یا ایہاالذین امنو اذکروا اللّٰہ ذکرا کثیرا'' (سورۃ احزاب آیت ۴۱)

''اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کرو۔(ترجمہ کنز الایمان)''

☆۔حضرت عروۃ الوثقیٰ خواجہ معصوم قدس سرہ فرماتے ہیں کہ:

''وقوف قلبی یہ ہے کہ دل کا نگران واقف رہے اور قطع نظر ذکر کے اسکی طرف توجہ رکھے۔

تا کہ اس میں تفرقہ راہ نہ پائے اور وہ ماسوا کے نقوش سے منقش نہ ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ دل بیکار نہیں رہتا یا ماسوا سے ملا رہتا ہے یا مطلوب حقیقی سے جب دل ماسوا سے ممنوع ہو گیا تو اسے مطلوب کی طرف توجہ سے چارہ نہ ہوگا۔ غرض تم دل کو دشمن سے باز رکھو دوست کی طلب کی حاجت نہیں وہ خود جلوہ گر ہو جائے گا۔"

☆۔ وقوف قلبی حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ کے نزدیک بہت ضروری ہے اور رکن عظیم ہے اور طریقہ عالیہ نقشبندیہ کا دارومدار اسی پر ہے کیونکہ دوران ذکر اس نوعیت کا ارتباط اور اس قسم کی حضور و آگاہی ایک ضروری شرط ہے۔ جس کے بغیر ذکر موثر نہیں ہوتا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حبس دم اور رعایت عددی کو ذکر میں لازم نہیں فرمایا۔ بلکہ فوائد میں داخل فرماتے ہیں۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

علی بیض قلبک کن کانک طائر ذلک الاحوال فیک تولد

ترجمہ: "اپنے دل کے انڈے پر پرندے کی طرح ہو جاؤ اور اسے سہہ پس اس طریقہ سے جس طرح انڈے سے بچہ پیدا ہوتا ہے۔ تیرے دل میں نور خدا پیدا ہوگا"۔

دراصل وقوف قلبی تمام اسباق نقشبندیہ کے احوال اور خصوصاً ان کی تکمیل پر ملکہ حکمرانی کا نام ہے جس طرح وقوف زمانی ہوش درم۔ یاد کردن کی حالت پر نگرانی کا نام ہے اسی جامعیت کی بناپر امام الطریقہ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"میرے طریق کی بنیاد اتباع سنت (ظاہراً) اور وقوف قلبی (باطناً) پر ہے"۔

مرشد (شیخ طریقت) کی ضرورت

دنیا کے ہر کام، ہرفن اور پیشہ کی طرح فن روحانیت یعنی سلوک الی اللہ طے کرنے اور حق تعالیٰ کا قرب ومعرفت حاصل کرنے کے لیے استاد کی ضرورت ہے۔علم تصوف کی اصطلاح میں ایسے روحانی استاد کوشیخ (مرشد) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

☆۔لفظ شیخ کی اصل:

☆۔لفظ شیخ کی اصل یہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

''الشیخ فی قبیلة کالنبیؐ فی امة

''اپنے قبیلہ میں شیخ اسی طرح ہے جس طرح ایک نبی اپنی امت میں ہے''۔

(حدیث امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ)

☆۔امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

''جاننا چاہیے کہ شیخ بننے اور حق کی طرف خلق کو دعوت دینے کا مقام بہت عالی ہے۔آپ نے سنا ہوگا۔''الشیخ فی قبیلة کالنبیؐ فی امة'' شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں ہے۔مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۲۲۴)

جس طرح خدا تک پہنچنے کے لیے پیغمبر کی ضرورت ہے اسی طرح رسول ﷺ تک پہنچنے کے لیے مرشد (شیخ طریقت) کی حاجت ہے اور یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ دنیا کسی وقت بھی اہل اللہ سے خالی نہیں ہوتی۔آج بھی بندگان خدا ایسے ہیں جن کی ذات اور صفات سے ان مبارک سلسلوں (سلاسل تصوف) کی آبرو قائم ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:یا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ (التوبہ: آیت ۱۱۹)

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ رہو''۔

قارئین محترم! قرآن پاک ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ صادقین ہر دور میں موجود رہیں گے اسی لیے ان کی رفاقت اور معیت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اگر وہ بالکل ختم ہو جائیں تو پھر یہ آیت قرآنی ساقط العمل ہو جائے گی اور یہ قرآن کی شان کے خلاف ہے۔

☆۔صاحب ''کتاب اللمع'' لکھتے ہیں کہ:

قرآن مجید کے الفاظ صادقین، مقربون، متوکلین۔مخلصین، سارعین الی الخیرات، اولیاء، ابرار، اور شاہدین سے صوفیاء (اہل اللہ) ہی مراد ہیں۔اور اہل طریقت کی حقانیت پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کا جناب خضر علیہ السلام سے یوں متدعی ہونا۔

هل اتبعک علی ان تعلمنی مما علمت رشدا کیا میں آپ کی پیروی کروں اس شرط پر کہ آپ اپنے خداداد علم سے مجھے اصلاح وتقویٰ کی تعلیم دیں۔کسی دنیاوی غرض پر مبنی نہ تھا۔بلکہ یہ واقعہ اس بات پر دلالت ہے کہ جس طرح علم شریعت حاصل کرنا فرض ہے اسی طرح علم حقیقت ومعرفت حاصل کرنا بھی فرض ہے۔اور یہ علم (سلوک ومعرفت) کسی شیخ کامل کی صحبت اور اس کی رشد وہدایت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔

☆۔ضرورت شیخ طریقت:

قرآن حکیم میں اللہ جل شانہ نے ضرورت شیخ کو یوں بیان فرمایا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْ
تُفْلِحُوْنَ (سورۃ مائدہ۔آیت ۳۵)

''اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور تلاش کرو وسیلہ اس تک رسائی کے لیے اور اسکی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ''۔

اس آیت مبارکہ سے دو باتوں کا حکم نازل ہوا۔اول۔حق تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنا۔

اور دوسرا۔ اس تک رسائی کرنے کے لیے وسیلہ تلاش کرنا۔

☆۔ وسیلہ سے مراد وہ ہادی، مرشد یا پیر ہے جس نے راہ سلوک طے کیا ہوا ہو۔ راستے کے نشیب و فراز سے واقف ہو اور خدا رسیدہ ہو۔ بعض لوگ لفظ وسیلہ سے مراد ایمان لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث ہمارے پاس موجود ہے لہذا ان سے بڑھ کر کون وسیلہ ہوگا۔ ان کا یہ فرمان بالکل درست ہے لیکن قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لیے بھی تو کسی عالم کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ عالم یا مولوی وسیلہ ہے قرآن و حدیث کا علم سمجھانے میں۔ جیسا کہ ہم اسی مقالہ کے شروع میں عرض کر چکے ہیں کہ ہر کام کے لیے استاد کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ استاد وسیلہ ہوگا۔ اس وسیلے کے بغیر کوئی فن نہیں سیکھا جا سکتا۔ اللہ جل شانہ فرماتے ہیں:

فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (سورۃ النحل آیت ۴۳)

''اہل ذکر یعنی جاننے والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے''۔

اللہ تعالیٰ نے خود وسیلہ پکڑنے اہل ذکر سے پوچھنے اور صادقین کے پاس بیٹھنے کا حکم فرمایا ہے۔ بہر حال وسیلہ عقلاً و نقلاً ضروری ہے اور تمام مفسرین خواہ متقدمین ہوں یا متاخرین کے وسیلہ کا مطلب شیخ طریقت ہے کیونکہ یا ایھا الذین امنوا کا خطاب ان لوگوں سے کیا گیا ہے جو ایمان لا چکے ہیں۔ حضرت شاہ عبدالرحیم، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی قدس اللہ اسرارہم جو اہل طریقت میں مقبول ہیں وسیلہ سے مراد شیخ طریقت لیتے ہیں۔ اس کے سوا نہ اللہ جل شانہ تک رسائی اور قرب حاصل ہوتا ہے اور نہ ہی راستہ کا علم ممکن ہو سکتا ہے۔ کیونکہ کامل مکمل کی ایک التفات سے اس قدر تصفیہ باطن ہوتا ہے کہ ریاضات کثیرہ سے بھی نہیں ہو سکتا۔ اور تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن کے لیے امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

’’اللہ رب العزت کی نعمتوں کے ادائے شکر کا پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے عقائد فرقہ ناجیہ اہلسنت والجماعت کی آراء کے مطابق احکام شریعہ بجالاتا رہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ بلند درجہ صوفیا کے سلوک کے موافق اپنے نفس کا تصفیہ وتزکیہ کرے‘‘۔ (مکتوبات شریف دفتر اول مکتوب ۱۷)

☆۔’’اگر ان دوامور میں پختہ ہوجاؤ تو پھر کوئی غم نہیں ایک تو صاحب شریعت علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی متابعت اور دوسری شیخ طریقت سے محبت واعتقاد۔ آگاہ رہیں اور التجا تضرع کریں کہ ان دو دولتوں میں فتور نہ آنے پائے پھر جو کچھ ہو آسان ہے اور اس کی تلافی ممکن ہے‘‘۔ (مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوب ۱۳)

کاملوں سے ملتا ہے یہ گوہر میاں　　　کاغذوں میں ہے بھلا ہمت کہاں

قرآن حکیم میں اللہ جل شانہ نے منصب نبوت کی یوں وضاحت فرمائی ہے:

هُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُ... الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (سورۃ جمعہ آیت ۲)

ترجمہ: ’’اللہ وہ ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں کے درمیان پیغمبرانہی میں سے جو پڑھتا ہے ان لوگوں کے سامنے اللہ کی آیات اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب وحکمت‘‘۔ کتاب کے ساتھ معلم کتاب یعنی سکھانے والے کو استاد کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ نسخہ کے ساتھ طبیب کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔

☆۔حضرت علامہ محمد مقصود فرماتے ہیں:

’’جولوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قرآن کی موجودگی میں شیخ کی کیا ضرورت ہے ان سے ہم پوچھتے ہیں کہ قرآن کی موجودگی میں نبی یا رسول کی کیا ضرورت تھی۔ چنانچہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ضرورت تھی آج ہمیں بھی وہی ضرورت درپیش

ہے۔جس طرح رسول اکرم ﷺ کے بغیر ہدایت ناممکن تھی اب بھی نائب رسول اللہ ﷺ کے بغیر ہدایت ناممکن ہے۔حیرت ہے کہ علمائے ظاہر لوگوں کے درمیان تو اپنی ضرورت محسوس کرتے ہیں لیکن ایسے شیخ کامل کی ضرورت محسوس نہیں کرتے جو ان سے کئی گنا زیادہ عبادات، مجاہدات و ریاضات کر کے ذات حق کے قرب و معرفت کا شرف حاصل کر چکے ہیں‘‘۔(تذکرہ نقشبندیہ خیریہ ص ۵۰)

☆۔حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ (۶۹۹۔۷۶۷ء) ۸۰۔۱۵۰ ہجری۔نے بہ ہمہ علم و تفقہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پہلے تصوف اور صوفیاء کی مخالفت میں مشغول تھے۔لیکن بعد میں حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ کر حلاوت ایمان نصیب ہوئی۔جو شخص احکام شریعت ان سے دریافت کرنے آتا تو خود بتا دیتے لیکن جب کوئی شخص راہ حقیقت دریافت کرنے آتا تو حضرت شیخ بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بھیج دیتے۔یہ دیکھ کر ان کے شاگردوں کو غیرت آئی اور عرض کیا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہو کر ایک صوفی کے حوالے کیوں کرتے ہیں آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ کے احکام کا علم ہے اور ان کو خود اللہ کا علم ہے۔اس لیے طالبان حق کو ان کے پاس بھیجتا ہوں۔

☆۔سلطان العارفین حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جس کا کوئی امام نہ شیطان اس کا امام ہوتا ہے۔(من لیس لہ شیخ فشیخہ ابلیس

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ قول ان الفاظ میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کیا ہے۔من لم یکن لہ استاذ فامامہ الشیطان قشیریہ ص ۳۳۸)

☆۔حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی علیہ الرحمۃ حاشیہ قول الجمیل میں فرماتے ہیں کہ:

’’وسیلہ سے مراد ارادت و بیعت مرشد کی ہے‘‘۔(القول الجمیل شرح شفاء العلیل)

حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''کمالات باطنی حاصل کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے اس لیے پیر کامل کی تلاش بھی ضروریات دین میں سے ہے کیونکہ وصول الی اللہ پیر کامل کے توسط کے بغیر نادرات میں شامل ہے''۔(ارشاالطالبین)

☆۔حضرت علامہ اسمٰعیل علیہ الرحمۃ آیت ''یا ایھا الذین امنوا اتقواللہ و کونو مع الصادقین'' کے تحت فرماتے ہیں:

''صادقین وہ لوگ ہیں جو وصول الی اللہ کے طریق کے رہنما ہیں جب سالک ان کی صحبت میں شامل ہوجاتا ہے تو ان کی محبت وتربیت قوت وولایت سے سیر الی اللہ اور ترک ماسوا کے مراتب پر پہنچ جاتا ہے''۔(تفسیر روح البیان)

☆۔حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ:

''شیخ کامل کی تلاش کرنی چاہیے اور اپنے باطنی امراض کا علاج ان سے کرانا چاہیے''(مکتوب ۲۳۰ دفتر اول)

''وہ لوگ جو اس امت کے اولیاء کی صحبت میں زندگانی گزارتے ہیں وہ بھی ان رذائل سے پاک ہوجاتے ہیں(دفتر سوم مکتوب ۲۴)

اہل اللہ قلبی امراض کے طبیب ہیں باطنی امراض کا ازالہ ان بزرگوں کی توجہ سے وابستہ ہے ان کا کلام دوا اور ان کی نظر شفاء ہے۔حدیث شریف میں وارد ہے۔

ھم قوم لا یشقی جلیسھم (بخاری ومسلم)

''یہ ایسی قوم ہے جن کا ہم نشین بدنصیب نہیں ہوتا''۔(دفتر اول مکتوب ۱۰۹)

پس کامل بنانے والے شیخ کی صحبت کبریت احمر ہے اس کی نظر دوا اور اس کی باتیں شفاء ہیں''۔(دفتر اول مکتوب ۲۳)

☆۔مشائخ نقشبندیہ سے نسبت ان سے عقیدت اور ان کی متابعت دین و دنیا دونوں میں باعث سعادت ہے۔مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ ان عظیم ہستیوں سے اپنی ارادت ان الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں۔

''یہی نسبت اور ارادت ایک دولت ہے جو ہم بے مایگان کار اور تہی دستان راہ کے لیے توشہ آخرت اور وسیلہ نجات ثابت ہو۔اگر اس کے دامن تک ہاتھ نہ پہنچ سکا تو اس کے دوستوں کا دامن پکڑ سکتے ہیں۔اللہ اس راہ میں ثبات واستقامت ورزی عطا فرمائے اور اس کے دوستوں کی محبت وارادت سے ہمارے قلوب ہمیشہ معمور اور آباد رہیں'' ☆۔اللہ جل شانہ فرماتے ہیں: یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِم

(سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر 71)

ترجمہ:''قیامت میں ہم سب کو امام کے ساتھ بلائیں گے اگر شیخ طریقت یا پیرومرشد نہ ہو تو کس کے ساتھ اٹھیں گے''۔

☆۔حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

''شیخ اپنے مرید کو اپنی باطنی قوت سے علم الٰہی سکھاتا ہے اور شیخ کا کلام مرید کے باطن کو معمور کر دیتا ہے اور اس کو قرب الٰہی پر چلا دیتا ہے۔(ترجمہ عوارف المعارف)

اسی لیے ان ہدایت یافتہ حضرات کی پیروی کا حکم اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمایا ہے:

أولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ۔(سورۃ انعام آیت ۹۱)

''یہی وہ لوگ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت فرمائی تو تو بھی ان ہدایت یافتہ کی پیروی کر''۔

☆۔بزرگان دین اپنے پیروکاروں کے قلب و دماغ اور رگ و ریشے میں اللہ کی عبادت اور بندگی کا ایسا داعبہ پیدا کرتے ہیں کہ ان کی نظروں سے ماسویٰ اللہ معدوم ہو جاتا ہے۔اور وہ ہر لمحہ دل کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھتے اور مشاہدہ حق میں مشغول

رہتے ہیں اور سالکان طریقت اپنے مرشد کامل کے روئے انور میں نورِ حق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فیض حق اندر کمال اولیاء نور حق اندر جمال اولیاء
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا او نشیند در حضور اولیاء
چوں شوی دور از حضور اولیاء در حقیقت گشتہ دور از خدا
یک زمانہ صحبت با اولیاء
بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

☆۔ تصورِ شیخ کے بیان میں:

بعض نادان لوگ تصور شیخ کو شرک کہتے ہیں حالانکہ یہ شرک نہیں اس کے شرک نہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کی تعلیم صلف صالحین سے چلی آتی ہے اور مشائخ طریقت نے اس کو ہدایت و رہنمائی کا ایک ذریعہ سمجھا ہے اس میں نہ شیخ کی عبادت ہوتی ہے اور نہ ہی شیخ کا ذکر ہوتا ہے بلکہ اپنے دل کے پراگندہ خیالات کو ایک طرف باندھ لینا ہے اور شیخ کو اپنے اور اللہ کے درمیان ہادی اور رابطہ سمجھنا ہے جیسے کعبہ عابد و معبود کے درمیان رابطہ ہے نماز، زکوۃ یہ سب عابد و معبود کے درمیان رابطہ ہیں اسی طرح مرشد مرید اور اللہ کے درمیان رابطہ ہے اللہ تعالیٰ جو کچھ دیتا ہے مرشد کے ہاتھ سے دیتا ہے اس لیے مرید صادق کے لیے لازم ہے کہ با ادب بیٹھ کر اپنے مرشد کی تصویر کو دل میں پکائے اور نعمت فیض حاصل کرے اور یہ اعتقاد رکھے کہ شیخ مظہر حق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے میرے فیض دینے کے واسطے مقرر کیا ہے۔

☆۔ذکر:

ذکر وہی کامل ہوتا ہے جو شیخ سکھلائے کیونکہ مرید مردے کی مانند ہے اور پیر غسال ہے مردے کے ہاتھ پاؤں غرضیکہ ہر اعضاء کو جدھر کرتا ہے ادھر ہی ہو جاتا ہے اس لیے طریقہ نقشبندیہ میں سب سے ضروری چیز یہ ہے کہ شیخ کے اشارے پر چلا جائے اور یہی حال ذکر کا ہے جس اسم کا شیخ ذکر سکھائے مرید وہی ذکر کرے اپنے طریقہ کو اس میں نہ ملائے بلکہ شیخ کے راستے کو پکڑے ہمارے سلسلہ نقش بندیہ میں اسم ذات کا ذکر سکھایا جاتا ہے وہ ہے ''اللہ ھو'' اس ذکر کے کرنے کے دو طریق ہیں ایک ذکر جہر یعنی بلند آواز سے اور دوسرا ذکر خفی مرید کو سب سے پہلے ذکر جہر پر جمایا جاتا ہے اور جب وہ اس میں کامل ہو جائے تو پھر ذکر خفی سکھایا جاتا ہے جو افضل ذکر ہے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں سب سے زیادہ اہمیت ذکر حق ہی ہے حق تعالیٰ کو یاد کرنا سب عبادتوں کا خلاصہ اور جان ہے قرآن شریف میں ارشاد ربانی ہے۔

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرو تاکہ تم فلاح پاؤ)۔

اسلام کی اصل جڑ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور یہ عین ذکر ہے حدیث شریف میں آتا ہے کہ مرتے وقت جس کی زبان کلمہ طیبہ سے تر ہوگی وہ دوزخ سے نجات پائے گا۔ ذکر کرنے کا ثمرہ یہ ہے کہ ذاکر کو مذکور یاد کرتا ہے اللہ کا ذکر کرنے والا آسمان پر پاکیزہ مجلس میں یاد کیا جاتا ہے اس سے زیادہ ثمرہ اور نتیجہ کیا ہے اس واسطے ارشاد ربانی ہوا۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ترجمہ: تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔

جناب رسول مقبول ﷺ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ سب کاموں سے کون سا کام افضل ہے آپ ﷺ نے فرمایا مرتے وقت ذکر الٰہی سے زبان تر ہونا۔ نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کے نزدیک جو کام بہترین اور مقبول ہیں اور

تمہارے بزرگ ترین درجات ہیں اور سونا چاندی کے صدقہ دینے سے بہتر ہے اور خدا کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے سے بھی بہت بڑھ کر ہے اس کام سے میں تمہیں آگاہ کروں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمائیے وہ کیا کام ہے آپ ﷺ نے فرمایا ذکر اللہ یعنی حق تعالیٰ کو یاد کرنا اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ خدا کو یاد کرنے والا غافلوں میں ایسا ہے جیسا مردوں میں زندہ اور سوکھی گھاس میں ہرا درخت اور جہاد سے بھاگے ہوؤں میں غازی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو قول ہے کہ اہل جنت کو کسی امر پر حسرت نہ ہوگی مگر دنیا میں جو ساعت یاد الٰہی سے غفلت میں گزری ہوگی اس پر حسرت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے ذاکرین کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّ عَلٰی قُعُوْدًا وَّ عَلٰی جُنُوْبِھِمْ۔ وہ لوگ جو کھڑے بیٹھے سوتے اور کروٹیں بدلتے اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے اس سے اس آدمی کی زیادہ فضیلت کیا ہوگی کہ مالک دو جہاں خالق انس و جاں اس ضعیف البیان انسان کو یاد کرے۔

☆۔ذکر کا مفہوم اور اس کی حقیقت:

ذکر کے معنی یاد کرنا، یاد زبان سے بھی ہوتی ہے اور دل سے بھی مگر افضل ذکر وہی ہے جو دل اور زبان دونوں سے ہو ورنہ اگر دل سے ہو تو زبانی ذکر سے افضل ہے (ہدایت الانسانی)۔ مشائخ طریقت کے نزدیک ذکر دو قسم کا ہے ایک ذکر جہر اور دوسرا ذکر خفی۔

☆۔ذکر جہر:

ذکر جہر کے معنی بلند آواز سے ذکر کرنا ذکر جہر اثر سے خالی نہیں جب کہ ذاکر کا مقصود اللہ ہے۔ اس ذکر کا ایک فائدہ یہ ہے جیسے مثل مشہور ہے کہ ''خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ

پکڑتا ہے'' اسی طرح جب ذاکر ذکر جہر کرے گا تو دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی ذکر کرنے کا شوق پیدا ہوگا اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ زبان اور دماغ کی صلاحیتیں اس میں بروئے کار ہوتی ہیں تو زبان اور دماغ میں جو کدورتیں ہوتی ہیں اس سے پاک ہو جاتی ہیں اور اس طرح ذاکر بیہودہ باتیں کرنے سے شرم کرتا ہے اور خیالات فاسدہ کو دماغ سے صاف کرتا رہتا ہے۔ گویا کہ جسم کے دو بڑے رکن زبان اور دماغ کی اصلاح ہوتی رہتی ہے حضور نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ اے عمر رضی اللہ عنہ تو بلند آواز سے قرآن کیوں پڑھتا ہے عرض کیا حضور ﷺ میں سوتے کو جگا تا ہوں اور شیطان کو بھگا تا ہوں یعنی ذکر جہر سوئے ہوئے دلوں کو بیدار کرتا ہے اور ان سے شیطانی وسوسوں کو نکال کر باہر کر دیتا ہے۔

☆۔ذکر خفی:

ذکر خفی دوسرے ذکر سے زیادہ افضل اور بزرگی والا ہے اس کو تفکر اور ذکر قلبی بھی کہتے ہیں۔ اس میں ذاکر خاموش ہو کر خدا کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے اس کے تمام خیالات اللہ کی ذات میں گم ہوتے ہیں۔ اس کو دنیا کی ہر چیز میں اللہ کی ذات نظر آتی ہے جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ میں گھاس کا ایک تنکا بھی ایسا نہیں دیکھتا جو ذکر حق میں محو نہ ہو ایسا ذاکر اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال اور بزرگی اور زمین وآسمان میں اس کی قدرت کے آثار اور نشانات اور تمام اشیا کو جو زمین وآسمان میں ہیں بنظر بصیرت ملاحظہ کرتا ہے اور توحید الٰہی پتھر کی لکیر کی طرح اس کے دل میں جم جاتی ہے۔ مشکل آسانی رنج وغم خوشی ومسرت غرضیکہ زندگی کے ہر موڑ پر وہ خدائے یکتائی کی یاد میں لگا رہتا ہے۔ اور اس طرح ابدی زندگی حاصل کر لیتا ہے ایسے ذاکر کو فناء فی اللہ بھی کہتے ہیں حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ افضل ذکر خفی ہے جو اعمال لکھنے والے اور محافظ

فرشتے نہیں سنتے جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ تمام مخلوق کو جمع کرے گا اس وقت اعمال لکھنے والے فرشتے اعمال نامہ اللہ کے حضور پیش کریں گے اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو کوئی عمل ان کا باقی تو نہیں رہا۔ جو آپ نے نہ لکھا ہو فرشتے عرض کریں گے خدایا جس چیز کو ہم نے جانا وہ تو ہم نے جمع کر دیا۔

کوئی باقی نہیں رہا پھر اللہ تعالیٰ بندے کو مخاطب کر کے فرمائے گا کہ تحقیق میرے پاس تیرے لیے نیکی ہے جس کو تو نہیں جانتا اور نہ ہی یہ فرشتے جانتے تھے وہ ہے ذکر خفی کیونکہ دلوں کی آواز کو میں ہی سنتا جانتا ہوں اور میں تجھ کو اس کا بدلہ دوں گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات ایک شخص کو دیکھا کہ عرش کے نور میں ڈھانپا ہوا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہے کیا کوئی فرشتہ ہے کہا گیا نہیں پھر میں نے پوچھا کہ کوئی نبی ہے کہا گیا نہیں بلکہ یہ ایک آدمی ہے کہ اس کی زبان اللہ کے ذکر سے تر رہتی تھی۔ اور اس کا دل مسجد وں میں معلق تھا یہ ہے ذکر کی حقیقت۔

☆۔خواب:

ایک رات میں نے خواب میں شہنشاہِ اولیاء، سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا آپ سفید لباس میں ملبوس تھے میں نے عرض کیا کہ حضور اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا معاملہ کیا فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے عرض کیا کس عمل کی بدولت فرمانے لگے دنیا میں اللہ اللہ کرتا اور کرواتا تھا۔ یعنی خود بھی ذکر حق کرتا اور دوسروں کو بھی ذکر حق کرنے کی تلقین کرتا تھا اس عمل کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا۔

☆۔اذکار:

افضل الذکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو شخص

صدق دل سے یہ کلمہ پڑھے وہ جنت میں جائے گا اگر چہ اس کے گناہ خاک کے برابر کثرت سے ہوں تو بھی اس کی بخشش ہو جائے گی۔

☆۔سبحان اللہ وبحمدہ: جو شخص سو بار یہ تسبیح پڑھے اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اگر چہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں اور فرمایا کہ جو شخص سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد للہ ۳۳ بار اللہ اکبر ۳۴ بار کہے پھر یہ کلمہ پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ لہٗ الملک ولہ الحمد و ہو علیٰ کل شیءٍ قدیر تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں اگر چہ کف دریا کے برابر ہوں۔

حدیث شریف میں آیا کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا یارسول اللہ ﷺ تنگدست ہوں آپ ﷺ نے فرمایا تجھے وہ وظیفہ نہ بتاؤں جس کی بدولت فرشتے روزی پاتے ہیں عرض کیا وہ کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہ

پہلے پڑھ لیا کرو۔ دنیا تیری طرف متوجہ ہو جائے گی۔ اور تنگدستی جاتی رہے گی اور فرمایا کہ ہر کلمہ اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے اور اس کا ثواب بھی تیرے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا یہی کلمات اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب کلمات سے بہتر ہیں۔

حدیث شریف میں ہے۔ کلمتان خفیفتان علی اللسان و ثقیلتان علی المیزان اگر چہ زبان پر ہلکے ہیں مگر میزان میں گراں ہیں۔ اور خدا کے نزدیک دوست و محبوب ہیں غریبوں اور محتاجوں نے نبی پاک ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آخرت کا ثواب تو سب امیر لے گئے کیونکہ وہ صدقہ اور خیرات دیتے ہیں جس کی ہم میں طاقت نہیں آپ ﷺ نے فرمایا کہ محتاج کی ہر تسبیح اور ہر تکبیر صدقہ ہے۔

"اللّٰھمّ اجرنی من النار" ہر نماز کے بعد یہ کلمات سات مرتبہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ سے نجات دیں گے۔

☆۔استغفار:

رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص استغفار کرے گا کسی بھی رنج میں ہو خوش ہو جائے گا اور جہاں سے اس کے وہم وگمان میں بھی نہ ہو روزی پائے گا اور فرمایا کہ میں دن بھر میں ستر بار استغفار کرتا ہوں اور فرمایا کہ جو کوئی سوتے وقت اَستَغفِرُ اللّٰہَ الّذِی لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الحیُّ القَیُّوم پڑھے گا اس کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے اور وہ فتنہ شیطان سے محفوظ رہے گا۔

☆۔درود شریف:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰئِکَتِہٖ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔ یا اَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُو
تَسْلِیماً (القرآن)

ترجمہ: ''تحقیق اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی اکرم ﷺ پر، اے ایمان والو تم بھی نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجا کرو''۔

مندرجہ بالا آیات مقدسہ سے درود شریف کے فضائل کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جو کوئی مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے تمام ملائکہ اس پر درود بھیجتے ہیں۔ اور اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں درج کی جاتی ہیں اور دس برائیاں مٹا دی جاتی ہیں اور اس کے دس درجے بلند کیے جاتے ہیں اور اس پر دس رحمتیں نازل کی جاتی ہیں اور فرمایا کہ جو کوئی مجھ پر درود لکھتا ہے جب تک میرا نام اس پر لکھا رہے گا ملائکہ اس کے واسطے مغفرت طلب کرتے ہیں۔ اور فرمایا جو میرا نام سن کر

درود نہ بھیجے وہ بخیل ہے۔

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَسَلَّمْ

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں اہل جنت کو کسی بات کی حسرت نہ ہو گی مگر ایک بات پر حسرت ہو گی کہ دنیا میں جو سانس اللہ کی یاد سے غفلت میں گزری ہو گی۔

☆۔آخر میں بارگاہ رب العزت میں میری عاجزانہ اور نیازمندانہ دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ ہم سب کو حضراتِ مشائخِ نقشبندیہ اور تمام بزرگانِ دین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور حضرت پیر سیّد عون رضا شاہ نقشبندی مجددی دام فیضہم کو صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے۔اور معتقدین پر آپ کا سایہ عاطفت ہمیشہ قائم رکھے۔اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

بیعت کی اہمیت

امت مسلمہ کے اولیاءاللہ میں بیعت کا طریقہ تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔ درویشی یا فقیری تب تک حاصل نہیں ہوتی جب تک کسی شیخ وقت کی بیعت نہ کی جائے کیونکہ طریقت کی خاردار راہ میں سالک کو قدم قدم پر قطاع الطریق کے ہاتھے چڑھنے کا خطرہ درپیش ہوتا ہے۔ حدیث رسول مقبول ﷺ ہے:

☆۔الرفیق ثم الطریق (پہلے ہم سفر بعد سفر) (جواہر غیبی کنز چہارم ص۲۳۲)

☆۔حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ (۶۷۲ھ/۱۲۷۳ء) فرماتے ہیں:

یار باید راہ تنہا مرد از سر خود اندر دیں صحرا مرو
ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد او ز غولاں گمراہ در چاہ شد
گر نہ باشد سایہ پیرائے فضول پس تیرا سرگشتہ دارد بانگ غول

☆۔ بیعت کا لفظ بیع سے بنا ہے جس کے معنی بیچنا یا فروخت کر دینا۔ چونکہ مرید شیخ طریقت کے ہاتھ پر بِک جاتا ہے لہذا اس سے بیعت ہو گیا۔

☆۔اصطلاحی طور پر بیعت اس تغیر حال کو کہتے ہیں کہ بندہ شیخ یا مرشد کے واسطہ سے اپنا سب کچھ اپنی مرضی سے چھوڑ کر اپنے مالک و خالق کی رضا کو اپنا نصب العین قرار دے۔ اس سلسلہ میں مرشد یا شیخ طریقت کچھ حکم دے تو اس پر چوں چراں عمل کرے۔

☆۔حیات بشری کے ایک ایک لمحہ میں شیخ مرید کا خضر راہ ہوتا ہے اور مرید بھی اپنے علم و عقل اور انا و خودی سے دست بردار ہو کر شیخ کے سامنے ایسی مکمل سپردگی کرتا ہے کہ کسی معاملہ میں وہ صاحب اختیار نہیں رہتا۔ شیخ کے سامنے مرید کی وہی حیثیت ہوتی ہے جو غسال کے ہاتھ میں مردہ کی ہوتی ہے جس طرح چاہے الٹتا پلٹتا رہے۔ (لطائف اشرفی

جلد اول ص ۱۷۴۔ جواہر غیبی کنز چہارم ص ۲۴۱)

بیعت جب کسی شیخ کامل کے دست حق پر کی جاتی ہے تو بمعہ آداب و شرائط وہ سلسلہ شیخ کے کامل توسط سلسلہ بہ سلسلہ جناب سید المرسلین ﷺ تک پہنچتی ہوئی اللہ رب العزت پر ختم ہوتی ہے۔ اگر بیعت کرنے والا اپنے اس عہد پر قائم رہے تو اللہ رب العزت کی طرف سے انتہائی انعامات و مراتب سے نوازا جاتا ہے۔

☆۔ مرید کا لفظ ارادہ سے بنا ہے۔ جس کے معنی ہیں قصد کرنا اس کا ماخذ یہ آیت ہے۔ **یریدون وجہ اللہ اولئک ھم الفائزون**۔ لہذا مرید کے معنی ہوئے ارادہ کرنے والا چونکہ مرید اللہ کی رضا کا طالب ہو کر شیخ کے پاس جاتا ہے لہذا اسے مرید کہتے ہیں اور مرید بننے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ سے عہد کرنا کہ مولیٰ میں تیرا بندہ فرمانبردار بنوں گا۔ مگر چونکہ اللہ جل شانہ تک ہماری رسائی نہیں تو اس کے کسی نیک بندے (شیخ طریقت) کے ہاتھ یہ عہد کرتے ہیں جیسے جب خدا کو سجدہ کرنا ہو تو کعبہ کو سامنے لے کر سجدہ کر لیتے ہیں۔ کعبہ قبلہ نماز ہے۔ اور پیر و مرشد قبلہ عہد و پیمان ہوتا ہے۔ (اسرار الاحکام)

☆۔ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے رہبر کامل خود آنحضور ﷺ تھے۔ اور انہوں نے زمانہ رسالت میں مختلف اوقات میں مختلف مقاصد کے لیے بیعتیں کیں۔

اولاً اسلام لاتے وقت حضور پرنور ﷺ سے بیعت کی پھر خاص معاہدوں کے لیے بیعت جیسے حدیبیہ کے مقام پر ''بیعت الرضوان'' پھر خلفاء راشدین کے ہاتھوں پر بیعت کی لہذا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مرید مصطفی ﷺ تھے اور اب صرف بیعت توبہ کی جاتی ہے جو دراصل ان تمام امور پر منحصر ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ ۔ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ وَمَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰہَدَ عَلَیۡہُ اللّٰہَ فَسَیُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا

(سورۃ فتح ۱۰)

ترجمہ: جو لوگ بیعت کرتے ہیں آپ حضور سید المرسلین ﷺ سے وہ اللہ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے سو جو عہد شکنی کرتا ہے تو وہ اپنی ذات کے نقصان پر عہد توڑتا ہے۔ اور جس نے پورا کیا اس کو جس پر اللہ سے عہد کیا تھا سو عنقریب ان کو اجر عظیم عنایت کرے گا۔

☆۔ بیعت چند قسم کی ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی پہلی بیعت حضور ﷺ کے ہاتھ شریف پر تھی۔ پھر خاص موقعوں پر بیعت خاصہ ہوئیں۔ پھر خلفاء راشدین کے ہاتھ پر بیعت دو بیعتوں پر مشتمل تھی بیعت سلطنت اور بیعت طریقت خلفاء راشدین کے زمانہ تک ہر سلطان شیخ بھی ہوتا تھا کیونکہ ان کی خلافت خلافتِ راشدہ تھی ان کے بعد سلاطین اس پائے کے نہ رہے لہذا ان سے صرف سلطنت کی وفاداریاں کی بیعت کی گئی جسے آج کے دور میں ''حلف وفاداری'' کہتے ہیں۔ اور مشائخ عظام سے بیعت طریقت ہوئیں۔

☆۔ عالم ربانی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے ایک مشہور حدیث نقل فرمائی ہے: ''رسول اللہ ﷺ سے لوگ بیعت کرتے تھے کبھی ہجرت اور جہاد پر اور گاہے اقامت ارکان اسلام یعنی صوم و صلوٰۃ حج پر، گاہے ثبات و قرار پر، معرکہ کفار میں کبھی سنت نبی ﷺ کے تمسک پر کبھی بدعت سے بچنے اور عبادات کے شائق اور حریص ہونے پر اور ابن ماجہ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے چند محتاج مہاجرین سے بیعت کی اس بات پر کہ وہ لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کریں''۔ (قول الجمیل فی شرح شفاء العلیل ص ۱۳)

''رسول اللہ ﷺ خلیفۃ اللہ تھے۔ معلم قرآن و حدیث تھے اور امت کا تزکیہ فرمانے

والے تھے۔اس لیے ان کا فعل ان کے خلفاء کے واسطے ہوگیا''۔(قول الجمیل فی شرح شفاء العلیل ص۱۴)

☆۔اسی لیے حضور سید المرسلین ﷺ کے بعد باوجود دین کامل ومکمل ہونے کے لیے جمیع صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت و توحید کی۔جیسا کہ رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:

"اتبعوا با لذین من بعدی ابو بکر و عمر"۔

''میرے بعد ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کی تابعداری کرو''۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہ (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، اور علی رضی اللہ عنہ) کی بیعت فقط خلافت کی بیعت نہیں کی بلکہ باطنی امور میں بھی بیعت کی تھی۔

☆۔مفسر قرآن علامہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ بالصراحت فرماتے ہیں:

''حضرت مجدد رضی اللہ عنہ فرمودہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بعد رسول کریم ﷺ بیعت ابو بکر وعمر وعثمان وعلی رضوان اللہ علیہم اجمعین کردند مقصود ازیں بیعت فقط امور دنیا نبود بلکہ کسب کمالات باطنی ہم بود''۔(ارشاد الطالبین ص ۱۲۵)

''حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہ نے رسول کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر، عمر، عثمان، اور علی رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیعت کی اس بیعت کا مقصد صرف امور دنیا ہی نہ تھا۔بلکہ کمالات باطنی کا حصول بھی تھا۔

☆۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ:

''خلفائے راشدین کے بعد ملوک وسلاطین میں بیعت یعنی بیعت توبہ وتقویٰ معدوم ہوگئی تو حضرات صوفیا نے فرصت کو غنیمت جان کر سنیت بیعت اختیار کی۔چنانچہ توبہ اور

ترک معاصی کا عزم کرنا اور تقوی کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنا امر مخفی ہے اور پوشیدہ ہے تو بیعت کو اس کے قائم مقام کر دیا"۔ (قول الجمیل ص ۱۷)

☆۔صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ انسان علم و تفقہ اور زُہد و ورع میں کتنا ہی بلند مقام کیوں نہ ہو وہ پیرو مرشد (شیخ طریق) سے بے نیاز نہیں رہ سکتا۔ چنانچہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ نے بہ ہمہ علم و تفقہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی بیعت کی تھی۔ ان سے خرقہ خلافت پایا تھا اور تلقین ذکر و فکر حاصل کی تھی۔ نیز انہوں نے تبرکاً خرقہ اجازت حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا تھا۔ (جواہر غیبی چہارم ص ۲۳۲) حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ارادت تھی۔ آپ نے ان کی بیعت بھی کی تھی اور ان سے خرقہ اجازت بھی پایا تھا۔ (جواہر غیبی چہارم ص ۲۳۲) حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کر کے ان سے خرقہ اجازت حاصل کیا تھا۔ (جواہر غیبی چہارم ص ۲۳۲) حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۔۱۸۹ ہجری) ۷۴۹۔۸۰۴ء۔ نے حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت کی تھی اور ان سے خرقہ اجازت پایا تھا۔ حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ (۱۱۳۔۱۸۳ ہجری) ۷۳۱۔۷۹۹ء حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ (م۔۲۳۷ ہجری) ۸۵۱ء کے مرید تھے۔

☆۔ان شواہد کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ سالک کے لیے مرشد یا شیخ طریقت کی تلاش ضروری اور لازمی ہے کیونکہ شیخ یا مرید کے بغیر تربیت و تزکیہ اخلاق نا ممکن ہے۔ جس طرح امت ہدایت و رہنمائی کے لیے نبی کی محتاج ہوتی ہے اسی طرح طالب بھی شیخ کا محتاج ہوتا ہے۔ نبوت کے بعد نیابت سے فاضل کوئی درجہ نہیں ہے اور یہ نیابت خلق کو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ پر حق تعالیٰ کی دعوت دینا ہے۔ اس سے مراد یہی

نیابت ہے۔حدیث رسول مقبول ﷺ ہے: **"الشیخ فی قومہ کا لنبی فی امتہٖ"**
''شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں''

☆۔وضاحت:

☆۔شیخ طریقت کی تلاش وجستجو میں طالب کواس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے کہ وہ ہر انسان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہ دیدے۔ بلکہ جس طرح جسمانی بیماری کے لیےکسی حاذق طبیب کی ضرورت ہوتی ہے۔اسی طرح باطنی یا روحانی بیماریوں کے لیےبھی مرشد کامل کی ضرورت ہوتی ہے۔اگر نیم حکیم جان کے لیےخطرہ ہوتا ہےتو ناقص شیخ طالب کے ایمان کے لیےخطرہ ہوتا ہو۔نیم حکیم مرض کی صحیح تشخیص نہیں کرسکتا اسی طرح ناقص شیخ تربیت سالک نہیں کرسکتا۔اس لیے بیعت کرنے والےکوکسی مرشد کامل جوکی صحیح جانشین مصطفیٰ ﷺ ہوکی بیعت کرنی چاہیے ورنہ بجائے فائدہ کےنقصان وضرر کا احتمال زیادہ ہے۔مرید کامل ہی اس کوواصل باﷲ کرسکتا ہے۔عارف کامل حضرت میاں محمد جہلمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

مرد ملے تے درد نہ چھوڑے اوگن دے گن کردا
کامل لوگ محمد بخشا لعل بنان پتھر دا

☆۔حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں:
''پیر ناقص کی مثال ایسی ہے کہ وہ مریض جو طبیب ناقص سے علاج کرائے۔ وہ درحقیقت اپنے مرض میں زیادتی کررہا ہے اگرچہ ابتدا میں اس کی دوا قدرے تخفیف کردے مگر فی الحقیقت وہ عین ضرر ونقصان ہے''۔(مکتوبات شریعت دفتر اول مکتوب ۶۱)
دوسری جگہ فرماتے ہیں:
''دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس شخص پر افسوس جس نے اس میں کچھ نہ کمایا اور جاننا چاہیے

کہ زمین کو خالی رکھنا دوطرح پر ہے پہلے یہ کہ اس میں کچھ نہ بوئے اور دوسرا یہ کہ اس میں خبیث اور ردّی تخم ڈالے اور بیج ضائع کرنے کی یہ دوسری قسم ضرر فساد میں پہلی قسم سے بہت زیادہ ہے جیسا کی مخفی اور پوشیدہ نہیں''۔

بیج کی خرابی اور فساد یہ ہے کہ انسان پیر ناقص سے طریقہ اخذ کرے اور اس کے راستے پر چلے کیونکہ پیر ناقص اپنی خواہش نفس کا تابع اور پیروکار رہوتا ہے۔ اور جس چیز میں ہوائے نفس کی آمیزش ہوتو وہ خواہش نفس کی ہی معاونت کرے گی۔ اس طرح تاریکی پر تاریکی میں اضافہ ہوگا۔

''دوسری خرابی یہ ہے کہ پیر ناقص اللہ سبحانہ وتعالیٰ تک پہنچانے والے راستوں اور نہ پہنچانے والوں راستوں میں تمیز نہیں کرسکتا۔ کیونکہ وہ خود اب تک غیر واصل ہے تو طالب کو بھی گمراہی میں ڈال دے گا۔ جس طرح خود گمراہی میں پڑا ہے''۔ (دفتر مکتوب اول ۲۳)

☆۔ شیخ کامل کا انتخاب:

☆۔ آج کل زندگی کے ہر شعبہ میں مکار اور گندم نما جو فروشوں کی اکثریت ہے۔ اور اصل ونقل کی تمیز جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ آجکل خالص اور ضروریات زندگی اور ادویات ملنا بھی محال ہے۔ لیکن دنیا کے کام چل رہے ہیں۔ اسی طرح جب یہ مسلمہ بات ہے کہ زمانہ اہل اللہ کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوتا۔ (تفصیل پہلے گزر چکی ہے) تو انتخاب شیخ اگرچہ مشکل مسئلہ ہے لیکن شیخ کامل سے روحانی فیض حاصل کرنے کی خاطر تصوف میں آداب وشرائط مقرر کیے گئے ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے یہ مسئلہ حل ہوجاتا ہے۔ پھر اس بارے میں قرآن وحدیث اور اولیائے ربانی کے اپنے ارشادات بھی موجود ہیں جس سے ولی کامل کی پہچان آسان ہوجاتی ہے اس بارے میں اہل تصوف کی ہدایت

یہ ہے کہ مجذوبوں اور مغلوب الحال درویشوں کو ہرگز شیخ نہیں بننا چاہیے اگرچہ یہ لوگ واصل باللہ ہی کیوں نہ ہوں۔

تربیت، مشیخیت اور پیری کے لیے یہ لوگ بالکل موزوں نہیں ہوتے۔ (جواہر غیبی کنز چہارم ص ۲۳۳)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے طالب کے لیے ایک تیر بہ ہدف دعا کا طریقہ یوں بتلایا ہے کہ طالب نصف شب کو جاگ کر دو رکعت نماز پڑھے سجدہ کرے اور آہ وزاری کے ساتھ یہ دعا پڑھے:

"یا رب دلنی علی عبد من عبادک المقربین یدلنی علیک الوصول الیک"

''اے میرے ربّ! مجھے اپنے مقرب بندوں میں سے کسی بندے کی طرف رہنمائی کر جو مجھے تیری طرف رہنمائی کرے اور تجھ تک پہنچنے کا طریقہ بتلا دے''۔

اللہ تعالیٰ اس دعا کے نتیجہ میں اسے اپنے اولیاء اللہ میں سے ضرور کسی شیخ کی طرف رہنمائی کرے گا جو اس کا رہبر ہو (جواہر غیبی کنز چہارم ص ۲۳۱)

☆۔حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''نعمتیں عطا کرنے والے رب کے ادائے شکر کا پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنے عقائد ناجیہ اہل سنت والجماعت کے مطابق صحیح اور درست رکھے۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ اس بلند مرتبہ گروہ کے مجتہدین کی آراء کے مطابق احکام شرعیہ بجالاتا رہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ بلند درجہ گروہ صوفیہ کے سلوک کے موافق اپنے نفس کا تصفیہ وتزکیہ کرے''۔

(مکتوبات شریف۔ دفتر اول مکتوب ۷۱)

''شیخ کامل کی تلاش کرنی چاہیے اور اپنے باطنی امراض کا علاج اس سے کرانا چاہیے اور

جب تک شیخ کامل نہ ملے ان احوال کو ''لا'' کے نیچے لاکر نفی کریں اور معبود برحق کا جو بے چوں و بے چگوں ہے اثبات کرے''۔(دفتر اول مکتوب ۲۳)

آدابِ مُرشد کامل

علماءِ کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ عالم، نورِ مجسم ﷺ کی ایک صفت اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ آپ ﷺ لوگوں کا تزکیہ (یعنی نفس وقلب کو پاک) فرماتے ہیں یعنی جن کے دل شیطانی وسوسوں اور نفسانی سیاہ کاریوں سے آلودہ ہو چکے ہیں وہ بھی جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظرِ کرم کے فیضان سے مستفیض ہوتے ہیں تو ان کے ظاہر و باطن پاک صاف ہو جاتے ہیں۔

آقا و مولیٰ ﷺ کے فیضانِ رحمت کا سلسلہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، رضوان اللہ علیہم اجمعین اور پھر ان کے فیض یافتگان اولیائے کاملین رحمہم اللہ کے ذریعے خلافت در خلافت جاری رہا۔ جن میں حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی، عارفِ ربانی داتا گنج بخش علی ہجویری، قطب المشائخ خواجہ غریب نواز اجمیری، عارف باللہ خواجہ بہاؤالدین نقشبند بخاری، بابا فریدالدین گنج شکر، سیدنا شیخ شہاب الدین سہروردی، سلطان العارفین سیدنا راجن علی شاہ رحہم اللہ تعالیٰ کو معرفتِ وحقیقت کا جو اعلیٰ مقام نصیب ہوا اسکی مثال نہیں ملتی۔

ان نفوسِ قدسیہ کے روحانی تصرفات اور باطنی فیوض و برکات کے باعث ہر دور میں حق کی شمع فروزاں رہی اور ایسے اہلِ نظر پیدا ہوتے رہے جو نا مساعد حالات کے باوجود باطل کے خلاف برسرِ پیکار رہے اور شریعت وطریقت کی روشنی میں لوگوں کے ظاہر و باطن کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ ایمان کی حفاظت کی سوچ بھی عطا فرماتے رہے کیونکہ مسلمان کی سب سے قیمتی چیز ایمان ہے مگر فی زمانہ ایمان کو جس قدر خطرات لاحق ہیں اس کو ہر ذی شعور محسوس کر سکتا ہے۔

پیری مُریدی کا ثبوت

ایمان کی حفاظت کا ذریعہ کسی ''مُرشد کامل'' سے مرید ہونا بھی ہے۔اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے یَوْمَ نَدْعُوْ كُلَّ اُنَاسٍ م بِاِمَامِهِم(پ۱۵، بنی اسرائیل:۷۱) ''جس دن ہم ہر جماعت کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے''(ترجمہ قرآن کنز الایمان)۔

نور العرفان فی تفسیر القرآن میں مفسر احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ دنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا چاہیے شریعت میں تقلید کر کے اور طریقت میں بیعت کر کے تا کہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو اگر صالح امام نہ ہوگا تو اس کا امام شیطان ہوگا اس آیت میں تقلید، بیعت، اور مُریدی کا ثبوت ہے۔

فی زمانہ حالات

موجودہ زمانے میں بیشتر لوگوں نے پیری مریدی جیسے اہم منصب کو حصولِ دنیا کا ذریعہ بنا رکھا ہے بیشمار بدعقیدہ اور گمراہ لوگ بھی تصوف کا ظاہری لبادہ اوڑھ کر لوگوں کے دین و ایمان کو برباد کر رہے ہیں اور انہی غلط کار لوگوں کو بنیاد بنا کر پیری مریدی کے مخالفین اس پاکیزہ رشتے سے لوگوں کو بدگمان کر رہے ہیں۔ پیر امورِ آخرت کے لیے بنایا جاتا ہے تا کہ اس کی راہنمائی اور باطنی توجہ کی برکت سے مرید اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی والے کاموں سے بچتے ہوئے اپنے شب و روز گزار سکیں۔

مُرشد کامل کے لیے چار شرائط

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ فتاویٰ افریقہ میں فرماتے ہیں کہ مرشد کی دو قسمیں ہیں۔

(۱)مرشد اتّصال (۲)مرشد ایصال

مرشد اتصال یعنی جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے انسان کا سلسلہ حضور نبی کریم ﷺ تک متصل ہو جائے اس کے لیے چار شرائط ہیں۔

﴿پہلی شرط﴾

مُرشد کامل کا سلسلہ صحیح یعنی درست واسطوں کے ساتھ حضورِ اقدس ﷺ تک پہنچا ہو بیچ میں منقطع (یعنی جدا) نہ ہو کہ منقطع کے ذریعہ اتصال یعنی تعلق ناممکن ہے۔

بعض لوگ بلا بیعت (یعنی بغیر مرید ہوئے) محض بزعم وراثت یعنی وارث ہونے کے گمان میں اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی بلا اذن بغیر اجازت مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قاطع کر دیا گیا اس میں فیض نہ رکھا گیا لوگ برائے ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہ صحیح تھا مگر بیچ میں ایسا کوئی شخص واقعہ ہوا جو بوجہ انتفائے بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا اس سے جو شاخ چلی وہ بیچ میں منقطع ہے ان تمام صورتوں میں اس بیعت سے ہرگز اتصال یعنی تعلق حاصل نہ ہے۔

﴿دوسری شرط﴾

مرشد سُنّی صحیح العقیدہ ہو۔ بد مذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ ﷺ تک۔ آج کل بہت کھلے ہوئے بد دینوں بلکہ بے دینوں کو جو بیعت کے سرے سے منکر و دشمن اولیاء ہیں مکاری کے ساتھ پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے ان سے ہوشیار

رہیں۔

﴿تیسری شرط﴾

مرشد عالم ہو۔یعنی کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلا کسی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب سے نکال سکے کتب بینی (یعنی مطالعہ کر کے) اورافواہِ رجال (یعنی لوگوں سے سن سن کر) بھی عالم بن سکتا ہے۔(مطلب یہ ہے کہ فارغ التحصیل ہونے کی سند نہ شرط ہے نہ کافی۔ بلکہ علم ہونا چاہیے)

﴿چوتھی شرط﴾

مرشد فاسق مُعلِن (اعلانیہ گناہ کرنے والا) نہ ہو۔اس شرط پر حصولِ اتصال کا توقف نہیں (یعنی حضورﷺ سے تعلق کا دارومدار اس شرط پر نہیں کہ فجور وفسق باعث فسخ (منسوخ ہونے کا سبب) نہیں۔مگر پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب اور دونوں کا اجتماع باطل (اسے امامت کے لیے آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہےاورشریعت میں اس کی توہین واجب ہے۔)

(۲) مرشد ایصال یعنی شرائط مذکورہ بالا (یعنی جن شرائط کا ذکر کیا گیا) کے ساتھ

(۱)۔مفاسد نفس (نفس کے فتنوں)

(۲)۔مکائد شیطان (یعنی شیطانی چالوں) اور

(۳)۔مصائدِ ہوا (نفس کے جالوں) سے آگاہ ہو۔

(۴)۔دوسرے کی تربیت جانتا ہواور

(۵)۔اپنے متوسل پر شفقت نامہ رکھتا ہو کہ اس کے عیوب پر اسے مطلع کرے ان کا علاج بتائے۔

(۶)۔جو مشکلات اس راہ میں پیش آئیں انہیں حل فرمائے۔

ادب کی ضرورت

اگر کوئی خوش نصیب مرشد کامل کے دامن سے وابستہ ہو کر مرید ہونے کی سعادت پالے تو اسے چاہیے کہ اپنے مرشد سے فیض پانے کے لیے پیکر ادب بن جائے اس لیے کہ طریقت کے معاملات کا انحصار ادب پر ہے قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا ال
عَلِیْمٌ (پ۲۶، الحجرات:۱) (ترجمہ کنز الایمان)

اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَو
وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْ
تَشْعُرُوْنَ (پ۲۶، الحجرات:۲) (ترجمہ کنز الایمان)

اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے نبی کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

بے ادبی کی نحوست

تفسیر روح البیان میں ہے کہ پہلے زمانے میں جب کوئی نوجوان کسی بوڑھے آدمی کے آگے چلتا تو اللہ تعالیٰ اسے اسکی بے ادبی کی وجہ سے زمین میں دھنسا دیتا۔

ایک اور جگہ نقل ہے کہ کسی شخص نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کی کہ، حضور ﷺ میں فاقہ کا شکار رہتا ہوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تو کسی بوڑھے شخص کے آگے چلا

ہوگا۔(تفسیر روح البیان پارہ ۱۷)

اس سے معلوم ہوا کہ بے ادبی دنیا و آخرت میں مردود کروا دیتی ہے جیسا کہ ابلیس نو لاکھ سال کی عبادت ایک بے ادبی کی وجہ سے برباد ہوگئی اور مردود ٹھہرا۔

☆۔حضرت ابو علی دقاق علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بندہ اطاعت سے جنت تک اور ادب سے خدا عزوجل تک پہنچ جاتا ہے(الرسالۃ القشیریہ،باب الادب)۔

☆۔حضرت ذوالنون مصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ،جب کوئی مرید ادب کا خیال نہیں رکھتا وہ لوٹ کر وہیں پہنچ جاتا ہے جہاں سے چلا تھا۔(الرسالۃ القشیریہ،باب الادب)

☆۔حضرت ابن مبارک علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ہمیں زیادہ علم حاصل کرنے کے مقابلے میں تھوڑا سا ادب بھی حاصل کرنے کی زیادہ ضرورت ہے(الرسالۃ القشیریہ، باب الادب)

☆۔حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کیا وجہ ہے کہ مرید عالم فاضل اور صاحب شریعت وطریقت ہونے کے باوجود اپنے مرشد کامل کے فیض سے دامن نہیں بھر پاتا؟ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مدارس سے فارغ اکثر علمائے دین اپنے آپ کو پیرومرشد سے افضل سمجھتے ہیں یا عمل کا غرور اور کچھ ہونے کی سمجھ کہیں کا نہیں رہنے دیتی۔

مزید فرماتے ہیں کہ بھر لینے والے کو چاہیے کہ جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا ارادہ کرے تو اگرچہ کمالات سے بھرا ہوا ہو مگر کمالات کو دروازے پر ہی چھوڑ دے (یعنی عاجزی اختیار کرے)اور یہ جانے کہ میں کچھ جانتا ہی نہیں۔خالی ہو کر آئیگا تو کچھ پائے گا اور جو اپنے آپ کو بھرا ہوا سمجھے گا تو یاد رہے کہ بھرے برتن میں کوئی اور چیز نہیں ڈالی جا سکتی(انوارِ رضا،امام احمد رضا اور تعلیمات تصوف)۔

سادہ کاغذ کا ادب

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم پیشوا حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ سادہ کاغذ کا بھی احترام فرماتے تھے چنانچہ ایک روز اپنے بچھونے پر تشریف فرما تھے کہ یکا یک بے قرار ہو کر نیچے اتر آئے اور فرمانے لگے معلوم ہوتا ہے اس بچھونے کے نیچے کوئی کاغذ ہے۔(زبدۃ المقامات)

☆۔ادب کی برکتیں

قرآنِ پاک میں باادب خوش نصیبوں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَغُضُّوۡنَ اَصۡوَاتَہُمۡ عِنۡدَ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ امۡتَحَنَ اللّٰہُ
لِلتَّقۡوٰی ، لَہُمۡ مَّغۡفِرَۃٌ وَّاَجۡرٌ عَظِیۡمٌ (پ۲۶،سورۃ الحجرات:۳)(ترجمہ کنزالایمان)

”بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لیے پرکھ لیا ہے ان کے لیے بخشش اور بڑا ثواب ہے“۔

اس آیتِ مبارکہ کے تحت تفسیر روح البیان میں ہے کہ شیخ و مرشد کے پاس بھی آواز پست رکھی جائے کیونکہ مرشد کامل رسول اللہ ﷺ کا وارث اور نائب ہوتا ہے پس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے سچے نائبوں کا ادب بجا لاتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے قلوب کو تقویٰ کے لیے خاص کر دیا ہے۔

محبتِ مُرشد

الشیخ المواہب سیدنا امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ اپنی مشہور زمانہ تصنیف ”الانوار القدسیہ فی معرفۃ قواعد الصوفی“ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

اے میرے بھائی تو جان لے کہ مرشد کے ادب کا اعلیٰ حصہ مرشد کی محبت ہی ہے جس

مرید نے اپنے مرشد سے کامل محبت رکھی بایں طور کہ مرشد کو اپنی تمام خواہشات پر ترجیح نہ دی تو وہ مرید اس راہ میں کامیاب نہ ہوگا۔

کیونکہ مرشد کی محبت مثال سیڑھی کی ہے مرید اس کے ذریعے ہی سے چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ کو پہنچتا ہے اور جس نے رسول اللہ ﷺ جو کہ بندوں کو حق سے ملا دینے والے ہیں اگر ان سے محبت نہ رکھی تو وہ منافق جہنم کے نچلے طبقے میں ہوگا۔

جب تو نے اس بات کو جان لیا لہذا اب تو اپنے مشائخ کے محبین (یعنی اپنے سلسلہ کے بزرگوں سے محبت رکھنے والوں) کے بعض اوصاف سے اپنی ذات کو آزمالے یعنی اپنا محاسبہ کر اور اپنی سچی اور جھوٹی محبت میں فرق کرلے۔

اب میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کہتا ہوں کہ تمام اہل طریقت نے اتفاق کیا ہے کہ محبت مرشد میں صادق مرید کی علامات میں سے ایک یہ ہے کہ وہ تمام گناہوں سے توبہ کرے اور تمام عیبوں سے پاکیزگی اختیار کرے۔ کیونکہ جو مرید گناہوں سے آلودہ ہو کر اپنے مرشد کی محبت کا دعوی کرے تو وہ جھوٹا ہے جیسا کہ اس کو اپنے مرشد سے محبت نہیں تو اسی طرح مرشد کو بھی اس سے محبت نہیں جب مرشد کو اس سے محبت نہیں تو گویا اللہ عزوجل کو بھی اس سے محبت نہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (پ ۷، سورۃ المائدہ: ۹۳)

اور اللہ نیکوں کو دوست رکھتا ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

اَنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ (پ ۱۰، سورۃ توبہ: ۴)

بے شک اللہ پرہیزگاروں کو دوست رکھتا ہے۔ (ترجمہ کنز الایمان)

محبت مرشد کی برکات سے گناہوں سے بچتے ہوئے نیکیاں کرنے والے اطاعت گزار،

متقی و پرہیز گار، عاشقان رسول ﷺ جنہیں اللہ عزوجل نے اپنا دوست ارشاد فرمایا اطاعت الٰہی کی وہ برکتیں پاتے ہیں کہ نہ صرف انسان بلکہ جنات بھی ان کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور آفات و بلیات وشریر جنات کے شر سے نہ صرف خود بلکہ ان کے اہل و عیال بھی محفوظ کر دیئے جاتے ہیں۔

اچھی بات

اے میرے بھائی تو جان لے کہ سلوک کی منزل طے کرنے والا کوئی بھی شخص مشائخ کرام رحمہم اللہ کی محبت اور ان کے اچھی طرح آداب بجالانے اور ان کی بہت خدمت کیے بغیر طریقت کی ایک اچھی حالت پر کبھی نہیں پہنچا۔

حُسنِ اعتقاد

پیران پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''جو مرید اپنے شیخ کے کمال کا اعتقاد نہ رکھے وہ مرید اس مرشد کے ہاتھوں پر کبھی کامیاب نہ ہوگا''۔

مرید پر لازم ہے کہ وہ اپنے مرشد کو کبھی لفظ ''کیوں'' نہ کہے کیونکہ تمام مشائخ نے اتفاق کیا ہے کہ جس مرید نے اپنے مرشد کو کیوں کہا تو وہ طریقت میں کامیاب نہ ہوگا۔

حضرت شیخ عبدالرحمان جیلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جو مرید اپنے نفس کو اپنے مرشد اور اپنے پیر بھائیوں کی محبت سے روگردانی کرنے والا پائے تو اسے جاننا چاہیے کہ اب اس کو اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے دُھتکارا جا رہا ہے۔

مرید کے لیے ضروری ہے کہ وہ یہ خیال کبھی نہ لائے کہ اب وہ اپنے مرشد کا حق پورا کر چکا ہے اگر چہ اپنے مرشد کی ہزار برس خدمت کرے اور پر لاکھوں روپے خرچ کرے اور پھر مرید کے دل میں اتنی خدمت اور اتنے خرچ کے بعد یہ خیال آیا کہ اب وہ کچھ نہ کچھ حق ادا

کر چکا ہے تو اسے طریقت میں نا قابل تصور نقصان پہنچے گا۔

سچائی اور یقین

حضرت شیخ ابوالحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! تم بزرگوں کی صحبت سچائی اور یقین کے ساتھ ہی اختیار کرو۔ اگر وہ کسی سبب ظاہری کے بغیر تم پر بظاہر زیادتی کریں تو بھی تم صبر کرو اور تم ان کے پاس پختہ ارادہ اور عاجزی ہی لے کر آؤ پس اس طریقہ سے مرشد تمہیں فوراً قبول فرمالیں گے۔

☆۔حضرت سیدنا علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید پر لازم ہے کہ وہ اپنے تمام وسائل، اسباب اور اپنے تمام معمولات کو جن پر اسے اعتماد ہے اپنے مرشد کے سامنے پیش کر دے تا کہ مرشد ان تمام چیزوں کو فنا اور گم کر ڈالے۔

پس اس وقت مرید کا اعتماد اپنے علم پر نہ رہے نہ عمل پر ہاں اللہ تعالیٰ کے بعد صرف اپنے مرشد ہی کے فضل پر اعتماد ہے اور یہ یقین رہے کہ اب مجھے تمام بھلائیاں اور خیر صرف میرے مرشد ہی کے واسطے سے پہنچیں گے۔

آپ کی نسبت ہے میری عزّ و شرف
کیسے ادنی رہے جس کا اعلی ہو پیر

یہ سب چیزیں اس لیے ضروری ہیں کہ مرشد اس مرید کو دشمن کے منازل سے نکال کر مقاماتِ حق جلا جلالہ تک پہنچا دے اور مندرجہ بالا حالت میں مرید کو بہت سخت زلزلے بھی جن کے آنے کے بہت امکان ہیں ان شاءاللہ تعالیٰ کچھ حرکت نہیں دے سکیں گے۔

☆۔مرید پر لازم ہے کہ مرشد کی خدمت میں ہر وقت سچائی ہی کے ساتھ آئے اگر چہ روزانہ ہزار بار آنا نصیب ہو۔

☆۔مرید پر لازم ہے کہ جب اس کا مرشد اس کے پیر بھائیوں میں سے کسی کو اس سے آگے بڑھادے یا کوئی منصب عطا کرے تو وہ اپنے مرشد کے ادب کی وجہ سے اپنے اس پیر بھائی کی خدمت اور اطاعت کرے اور حسد ہرگز نہ کرے ورنہ اس کے جمے ہوئے پاؤں پھسل جائیں گے اور اسے بڑا نقصان پیش آئے گا۔

☆۔اگر کسی مرید کا یہ ارادہ ہے کہ وہ اپنے پیر بھائیوں سے آگے بڑھ جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے مرشد کی خوب اطاعت کرے اور اپنے آپ کو ایسی صفات جن سے مرشد خوش ہوتے ہوں سے آراستہ کرلے جن کے ذریعہ وہ آگے بڑھ جانے کو مستحق ہو جائے اور اس وقت مرشد بھی اسے اسی پیر بھائی کی طرح دوسرے پیر بھائیوں سے آگے بڑھادے گا کیونکہ مرشد تو مریدوں کا حاکم اور ان کے درمیان عدل کرنے والا ہوتا ہے اور بہت کم ہے کہ کوئی مرید اس مرض سے بچ جائے اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے۔آمین

دائمی عزت

جب تو نے جان لیا کہ تیرا مرشد اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے اور وہ تیرے رب کے درمیان واسطہ ہے اور ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے اللہ تعالیٰ تیری طرف متوجہ ہوتا ہے تو، تُو اس مرشد کی اطاعت کو لازم کرلے ان شاء اللہ عزوجل دائمی عزت پائے گا۔

دُنیا میں مجھے آپ نے اپنا جو بنایا ہے
محشر میں بھی فرمانا کہ یہ ہے میرا دیوانہ

اللہ تعالیٰ کی رضا

حضرت سیدنا علی بن وفا رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ دکھانے والا تیرا مرشد ایک ایسی آنکھ ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ تیری طرف لطف اور رحمت سے دیکھتا

ہے اور ایک ایسا چہرہ ہے جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ تیری طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کی رضا سے راضی ہوتا ہے اور اس کی ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے پس اے مرید تو اس بات کو جان لے اور مرشد کی اطاعت کو لازم کر لے۔

سچائی کی خوشبو

جب مرشد کسی مرید کے معاملے میں اس کی بھلائی کی خاطر جس سے مرید بے خبر ہو اس کی مخالفت کرے اور اس کی خواہش کے برعکس کام کرے تو مرید کو صبر کرنا چاہیے اور یہ اس بات کی ایک بڑی دلیل ہے کہ مرشد نے اس مرید سے سچائی کی خوشبو سونگھی ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اس سے مخالفت والا معاملہ نہ کرتا بلکہ بیگانوں والا معاملہ کرتا یعنی نرمی اور موافقت وغیرہ۔

☆۔جس مرید نے یہ گمان کیا کہ اس کا مرشد اس کے اسرار یعنی رازوں سے واقف نہیں ہے تو وہ مرید اپنے شیخ سے بہت دور ہے اگرچہ دن رات مرشد کے ساتھ ہی بیٹھا ہو۔

☆۔اے مرید تو اپنے مرشد کے میٹھے کلام (یعنی حوصلہ افزائی) سے دھوکہ مت کھا یہ نہ سمجھ کہ تو اب اس کے نزدیک اعلیٰ مقام کو پہنچ گیا ہے یہ ہی سمجھنے میں عافیت ہے کہ یہ مرشد کی شفقت ہے ورنہ حقیقتاً میں اس قابل نہیں۔

مرشد کی ناراضگی

اے مرید تو اپنے مرشد کی خفگی اور عتابوں کے وقت اپنے اوپر صبر کو لازم کر لے اگر وہ تجھے تیری اصلاح کی خاطر دھتکار دے تو تُو جدا مت ہو جا بلکہ تو اس کی طرف دیکھتا رہ اور یہ بھی جان لے کہ بزرگانِ دین کسی ایک مسلمان کو ایک سانس برابر بھی ناپسند نہیں سمجھتے اور وہ جو کچھ بھی کرتے ہیں وہ سب مریدین کی تعلیم ہی کی غرض سے کرتے ہیں (جن سے

مریدین بے خبر ہوتے ہیں)۔ بعض مرتبہ مرشد کامل اس طرح اپنے مریدین ومعتقدین کا امتحان بھی لیتے ہیں اور جو ثابت قدمی کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ ہی فیضِ باطنی حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔

☆۔اے مرید تم مرشد کے ادب کو اپنے اوپر لازم بناؤ اگر چہ وہ تم سے کبھی خوش روئی و خندہ پیشانی سے گفتگو فرمائیں کیونکہ اولیاء کرام کے قلوب مثل قلوب بادشاہوں کے ہیں فوراً ہی حلم وبردباری سے ناراضگی سزا دینے کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں یاد رکھو جب ولی اللہ کا باز و تنگ ہو گیا تو اس کا ایذا دینے والا اسی وقت ہلاک ہو جائے گا اور جب کشادہ رہا تو اس وقت ثقلین (یعنی تمام جنوں، اور تمام انسانوں کی ایذا رسانی کو بھی برداشت فرمائیں گے۔

☆۔مرید پر لازم اور واجب ہے کہ جب مرشد اس سے ناراض ہو جائیں تو فوراً ہی اس کو راضی کرنے کی کوشش میں لگ جائے اگر چہ اسے اپنی خطاء کا پتہ نہ چلے جس مرید نے اپنے مرشد کو راضی کرنے کی طرف جلد بازی نہ کی تو یہ اس مرید کی ناکامی کی دلیل و علامت ہے۔

ضروری احتیاط

جب کبھی مرشد تمہارے سامنے بظاہر خوش خوش اور تبسم فرماتے ہوئے نظر آئیں تب بھی تم ان سے ڈرو ان کے پاس ادب ہی سے بیٹھو کیونکہ مرشد کبھی کبھی بارش اور رحمت کی صورت میں تلوار کی مانند ہوتا ہے۔(یعنی گرفت بھی فرما سکتے ہیں)۔

☆۔مرید پر لازم ہے کہ وہ اپنے مرشد کے چہرے کو ٹکٹکی باندھ کر نہ دیکھے بلکہ جہاں تک ہو سکے اپنی نظر نیچے رکھے اور اس بات کے لطف کو کتابوں میں لکھا جا سکتا ہے۔ سالک

لوگ ہی اسے چکھتے ہیں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا نبی اکرم ﷺ حیاء کی وجہ سے کسی کے چہرے کی طرف نہیں دیکھتے تھے۔

(شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب، الفصل الثانی فیما اکرمۃ اللہ تعالیٰ الخ ج ٦)

☆۔مرید پر لازم ہے کہ وہ اپنے مرشد کی طرف پاؤں نہ پھیلائے شیخ زندہ ہو یا وصال فرما گئے ہوں رات ہو یا دن ہر وقت خواہ مرشد حاضر ہوں یا غائب دونوں میں مرشد کے ادب کی رعایت اور نگہبانی کرے۔

ادب سیکھنے کا حق

اپنے مرشد کے عیال کے لیے اپنی پگڑی اور کپڑے کے ایک ٹکڑے کے بیچنے کو صرف وہ شخص پسند نہیں کرے گا جس نے اپنے مرشد کے ادب کی بو نہ سونگھی ہو کیونکہ آدابِ الٰہیہ میں سے ایک ادب جو مرشد نے اس مرید کو سکھایا دونوں جہاں اس کے برابر نہیں ہو سکتے پس پگڑی اور کپڑے کا ایک ٹکڑا یہاں کیا حیثیت رکھتے ہیں نیز مرید کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ جب کوئی مرید اپنے مرشد اور اس کے عیال پر اپنا تمام مال بھی خرچ کر دے تب بھی وہ مرید یہ گمان نہ کرے کہ میں اپنے مرشد کے سکھائے ہوئے ایک ادب کا حق ادا کر چکا ہوں۔

مذکورہ آدابِ مرشد کامل کو پڑھ کر معلوم ہوا کہ مرید کو ہر وقت محتاط اور با ادب رہنا چاہیے کہ ذرا سی غفلت اور بے احتیاطی دین و دنیا کے کسی ایسے بڑے نقصان کا سبب بن سکتی ہے جس کی شاید تلافی نہ ہو سکے اس لیے مرید کو چاہیے کہ خلوت ہو یا جلوت عاجزی اور ادب ہی کو ملحوظ خاطر رکھے۔

اخیر میں حضور سرکارِ جانِ جاناں علامہ پیر سید جعفر علی شاہ علیہ الرحمۃ کا قول مبارک درج کرتا ہوں کہ ''جس نے جو (فیض) پایا ادب سے ہی پایا''

ساہنوں چاہت اوہدے مِلن دی
اسِیں ہور ناں منگ دے ککھ
اسِیں ہر دم رہناں یار دا
اِک پَل ناں رہناں وَکھ

(۱)

حضرت پیر سیّد
راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۱۔قطب العالم مجدد، آفتابِ شہنشاہِ ولایت، زبدۃ العارفین، سید السائلین، عارف شریعت، راز دار حقیقت، شافعِ مُریداں، قبلہ عالم حضرت پیر سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

☆۔تعارف:

زبدۃ العارفین، سید السالکین، پیر طریقت عارف شریعت راز دار اسرار حقیقت منبع رشدو ہدایت قبلہ عالم حضرت پیر سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کے مشہور صوفی اور صاحب حال بزرگ تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ شہر سیالکوٹ کے قریب واقع کمانوالہ میں رہائش پذیر تھے اور سادات کے عالی شان گھرانے سے تعلق تھا۔

مشرب کے لحاظ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے طریق حنفیہ پر تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ پر تھے اور تصوف میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ اور بیعت شیخ کامل عالم عارف شریعت طریقت حضرت خواجہ حافظ عبدالکریم رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔اور حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بیعت حضرت خواجہ نور محمد رحمۃ اللہ علیہ سے تھی۔اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب جناب سرکار دو عالم فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے جا ملتا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ دونوں نسبتوں سے رسول خدا ﷺ سے جا ملتے ہیں۔

☆۔بیعت:

شروع شروع میں آپ رحمۃ اللہ علیہ محکمہ فوجی ہسپتال میں ملازم تھے دل میں طلب حق کا ولولہ پہلے سے موجود تھا مولوی نیاز اللہ صاحب سے قبلہ عالم حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے اوصاف حمیدہ اور کمالات سنے اور بڑے ذوق شوق سے حاضر خدمت ہوئے اور حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اظہار خیال کیا جسے حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے منظور فر ما کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیعت کر لیا اور نصیحت فرمائی کہ اگر طلب حقیقی رکھتے ہو تو مطلوب ضرور ملے گا۔

مگر ثابت قدم رہنا گرمی سردی سہنی پڑے گی۔ چونکہ طالب صادق تھے جلد شرف قبولیت سے مشرف ہو گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پوری عمر اپنے شیخ کی خدمت میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا اور اپنے دل میں شیخ کی محبت کا پودا لگا کر اسے پروان چڑھایا۔ ایک دفعہ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ تو شیخ کامل نے خوش ہو کر فرمایا کہ راجن علی شاہ مانگو کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا حضور ﷺ کے در کی غلامی پھر قبلہ حافظ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مانگو کیا چاہتے ہو عرض کیا حضور ﷺ کے در کی غلامی، پھر تیسری مرتبہ فرمایا مانگو کیا چاہتے ہو عرض کیا حضور ﷺ کے در کی غلامی۔ قبلہ عالم حافظ جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے خوش ہو کر آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا کہ تم نے دونوں جہان کی دولت لوٹ لی۔ اور ساتھ ہی خلافت و اجازت سے نوازا۔ اور کہا کہ جاؤ اب اللہ اللہ کرو اور لوگوں سے بھی اللہ اللہ کراؤ۔

☆۔ شریعت کی پابندی:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی شریعت مصطفیٰ ﷺ کی متبع تھی۔ قدم قدم پر شریعت مصطفیٰ ﷺ کا لحاظ رکھتے اور اپنے مریدین کو بھی اس کی تلقین کرتے۔ جہاں کہیں شریعت کی خلاف ورزی دیکھتے تو وہاں اس کا انسداد کرتے میرے ایک دوست ملک فقیر سائیں ساکن شادیوال نے حضرت صاحب کی زندگی کا ایک واقعہ مجھ سے بیان کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے گاؤں تشریف

لائے رمضان شریف کا مہینہ تھا کسی شخص نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ حضور فلاں آدمی کے گھر میں ایک پیر صاحب تشریف لائے ہیں جو روزہ نہیں رکھتے اور دن کے اوقات میں حقّہ پیتے رہتے ہیں اور بھنگ کا بھی دور چلاتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ یہ بات سن کر فوراً جلال میں آ گئے اور مولوی محمد یوسف صاحب سے کہنے لگے کہ چلو چل کر دیکھیں کہ واقعی یہی بات ہو رہی ہے جب آپ رحمۃ اللہ علیہ وہاں آئے تو دیکھا کہ پیر صاحب تو چارپائی پر بیٹھے حقہ کے کش لگا رہے ہیں اور ان کے مرید پاس بیٹھے پیر صاحب کو دبا رہے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ منظر دیکھا تو فوراً جلال میں آ کر اپنا عصا مبارک اٹھایا ابھی اس پیر کے سر پر مارنے ہی والے تھے کہ دوستوں نے پکڑ لیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تم اپنے آپ کو سیّد اور درویش ظاہر کرتے ہو اور آپ کا یہ حال ہے کہ اپنے جداعلیٰ کے احکام کو پامال کر رہے ہو۔ جاؤ آپ کی یہی سزا ہے کہ فوراً اس گاؤں سے نکل جاؤ اور پھر کبھی اس گاؤں میں آنے کی کوشش نہ کرنا۔ ورنہ آپ کا حشر برا ہوگا۔ اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے گاؤں والوں سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ سنو۔

''جو آدمی شریعت مصطفیٰ ﷺ کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ ہرگز سیّد اور درویش نہیں ہو سکتا بلکہ سیّد تو وہ ہے جس کی زندگی حضور نبی کریم ﷺ کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ہو اور جو قدم قدم پر شریعت مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کرے۔

☆۔ کشف وکرامات:

حضرت سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کشف و کرامات سے بھری پڑی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے بلند پایہ بزرگ تھے مسلمان تو درکنار غیر مسلم بھی آپ کی بزرگی کے قائل تھے۔ مولوی محمد الدین چنگا سمبڑیال کا بیان ہے کہ تقسیم ہند پاک

سے پہلے ٹیلہ نامی گاؤں جو کہ ضلع سرگودھا میں واقع ہے وہاں میں ہرنامہ سنگھ کے ہاں بمشاہدہ ۲۰ روپے ماہوار اس کے باغ کا مالی تھا۔ ہرنامہ سنگھ اس علاقے کا چوہدری تھا اور بڑے بڑے لوگ اس کے رعب وادب سے خائف تھے۔ ہرنامہ سنگھ نے اپنے چچا امیہ سنگھ کو کسی دیرینہ دشمنی کی بنا پر قتل کر دیا۔ مقتول کے وارثوں نے ہرنامہ سنگھ کے خلاف عدالت میں قتل کا کیس رجسٹر کروا دیا۔ ایک دن جب میں باغ کی رکھوالی کر رہا تھا۔ ہرنامہ سنگھ آیا اور مجھے ساتھ لے کر باغ سے باہر ایک چوک میں لے گیا وہاں ایک ٹانگہ کھڑا تھا۔

مجھے ٹانگہ میں بٹھا کر سیدھا بھلوال آ گیا میں ڈر رہا تھا کہ پتہ نہیں کون سی غلطی سرزد ہوگئی ہے۔ جس کی وجہ سے وہ بغیر وجہ بتائے وہ مجھے یہاں لے آیا۔ بھلوال پہنچ کر اس نے ایک ہوٹل والے کو کہا کہ مجھے کھانا کھلائے ہوٹل والے نے مجھے روٹی دی میں خوب سیر ہو کر روٹی کھائی۔ کھانا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میں عرض کیا کہ سردار جی آخر کیا معاملہ ہے آپ مجھے یہاں لے آئے کہنے لگا اصل بات یہ ہے کہ امیہ سنگھ کو واقعی میں نے قتل کیا ہے۔

اور آپ کو میں اس لیے ساتھ لایا ہوں کہ آپ مجھ سے کرایہ لے کر سیدھے کمانوالہ شریف اپنے پیرومرشد کے پاس جاؤ اور جا کر میرے لیے دعا کرواؤ۔ کہ میں اس مقدمے سے بری ہو جاؤں یہ کہتے کہتے ہرنامہ سنگھ رو پڑا اور ہنے لگا محمد الدین میں جانتا ہوں کہ سید راجن علی شاہ صاحب تمہاری بات نہیں ٹالتے وہ آپ کی سنتے اور مانتے ہیں اور میرا ایمان ہے کہ راجن علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدا مانتا ہے اور میرا پختہ ایمان ہے کہ سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جو زبان سے کہہ دیں وہ خدا پوری کر دیتا ہے۔

اس لیے آپ اپنے پیر کے ہاں حاضر ہو کر میرے لیے دعا کراؤ۔ اور مجھے واپسی بذریعہ

تحریر کل جواب لا دو۔ مولوی محمد الدین چنگا بیان کرتا ہے کہ میں سید ھا دربار شریف حاضر ہوا۔ حضرت سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو سلام عرض کرنے کے بعد واقعہ بیان کیا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ اچھا نفل تہجد کے بعد دعا کریں گے۔ جب نفل تہجد کے لیے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ اٹھے اور میں بھی ساتھ تھا میں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وضو کروایا۔ اور نفل پڑھنے کے لیے مسجد میں آئے نفل شروع کرنے سے پیشتر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے محمد الدین دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ہرنامہ سنگھ کو بری کر دے۔

میں نے عرض کیا آقا دعا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کرنی ہے حضور قبلہ عالم نے فرمایا اچھا محمد الدین دعا کرتے ہیں۔ نفل تہجد سے فارغ ہونے کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کچھ دیر آرام فرمانے لگے پھر صبح کی نماز پڑھنے کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے محمد الدین دعا کی ہے جو اللہ رب العزت نے منظور فرمالی ہے انشاء اللہ بری ہو جائے گا لیکن یاد رکھو اس قسم کی سفارشیں لے کر نہ آیا کرو کبھی کبھی اس قسم کی دعائیں نامنظور بھی ہو جاتی ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور میں واپس چلا جاتا ہوں اور کہہ دوں گا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نہیں ملے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اب واپس جا کر کہنے کا کیا فائدہ جب کہ دعا تو منظور بھی ہو چکی ہے۔

میں نے عرض کیا حضور پھر تحریر کر دیں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کاغذ لے کر اس پر لکھ دیا کہ ہرنامہ سنگھ کے لیے دعا کی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے منظور فرمالی ہے یہ رقعہ لے کر میں واپس ہرنامہ سنگھ کے پاس آیا اور آکر وہ رقعہ اسے دے دیا۔ ہرنامہ سنگھ خوش ہو گیا اگلے دن جب وہ اپنی تاریخ پہ عدالت میں حاضر ہوا تو جج نے فیصلہ سناتے ہوئے ہرنامہ سنگھ کو بری کر دیا۔

☆۔مولوی محمد دین چنگا کو نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت:

مولوی محمدالدین چنگا ساکن سمبڑیال تحصیل سمبڑیال ضلع سیالکوٹ جن کا شمار آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء خاص میں ہوتا ہے بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ دورہ پر سمبڑیال تشریف لائے صبح کی نماز آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا درشاہ کی مسجد ادا کی۔ اشراق پڑھنے سے فارغ ہونے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد کے صحن میں بیٹھ گئے۔ میں آپ کا ناشتہ لے کر حاضر ہوا ناشتہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آگے رکھا آپ رحمۃ اللہ علیہ ناشتہ کرنے لگے تو میں نے عرض کیا حضور جو لوگ حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں وہ کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں یہ سن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر مبارک اوپر اٹھایا اور فرمانے لگے۔ محمد الدین آپ نے بھی حضور ﷺ کی زیارت کرنی ہے عرض کیا آقا میرے اتنے بلند نصیب کہاں۔ فرمانے لگے یہ نہ کہو انشاء اللہ آپ کو بھی حضور ﷺ کی زیارت ہو جائے گی۔

محمد الدین بیان کرتا ہے کہ کچھ دنوں کے بعد رات کو خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ جلدی جلدی سے میرے مکان کے آگے سے گزر رہے ہیں میں نے جلدی جلدی گزرنے کی ان لوگوں سے وجہ پوچھی وہ کہنے لگے محمد الدین نادرشاہ کی مسجد میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے ہوئے ہیں ہم سب ان کی زیارت کے لیے جا رہے ہیں میں یہ سن کر بہت خوش ہوا اور دوڑتا ہوا نادرشاہ کی مسجد پہنچا وہاں دیکھا تو مخلوق کا کافی ہجوم تھا جب میں مسجد کے اندر گیا تو حضور نبی کریم ﷺ مسجد کے اندر جلوہ افروز تھے آپ ﷺ کے دائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور بائیں طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے میں نے جھک کر ادب سے حضور نبی کریم ﷺ کو سلام کیا پھر حضور نبی کریم ﷺ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے درمیان دو چیزیں پڑی ہوئی تھیں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ہلکی چیز اٹھا کر مجھے دینی چاہی تو حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اچھی چیز دو اور پھر مجھے قریب آنے کا اشارہ کیا میں حضور ﷺ کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے مجھے لٹا کر میرے منہ میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈالا۔

اتنا واقعہ دیکھنے کے بعد میری آنکھ کھل گئی میں قربان جاؤں سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر جو مجھے حضور ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ تک لے گئے۔

☆۔بزبانی پیر سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

پیر سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے جب آپ دورہ پر تشریف لے جاتے تو سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہوتے۔ایک دفعہ سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ آپ کی کرامات کا ذکر کر رہے تھے تو فرمانے لگے ایک دفعہ میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا اور دورہ تحصیل بھلوال کے ایک گاؤں مٹیلہ میں گئے جب ہم متذکرہ گاؤں پہنچے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے گاؤں کی مسجد میں قیام کیا ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد جب تمام دوست آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھ گئے تو دوستوں میں ایک شخص شاہ محمد حجام نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے مرید کی شکایت کی کہ جناب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فلاں مرید اچھے کام نہیں کرتے۔ یہ سن کر حضرت صاحب نے فرمایا کہ تمہیں کیا وہ خاموش ہو گیا۔

پھر عصر کی نماز کے بعد اس نے حضرت صاحب کے سامنے وہی پہلا تذکرہ شروع کر دیا۔ آپ نے فرمایا خاموش رہو کسی کی پیٹھ پیچھے بدخوئی نہیں کرنی چاہیے وہ پھر خاموش ہو گیا۔ اور پھر مغرب کی نماز کے بعد اس نے وہی بات شروع کر دی آپ نے پھر وہی فرمایا کہ تجھے کیا۔حتیٰ کہ جب حضرت صاحب عشاء کی نماز سے فارغ ہوئے تو اس نے پھر وہی بیان دہرایا یہ سن کر حضرت صاحب جلال میں آ کر فرمانے لگے کہ تو نے اس شخص کو یہ کام

کرتے دیکھا ہے۔ کہنے لگا جی ہاں فرمایا آئندہ تو نہیں دیکھے گا۔

یہ کہہ کر حضرت صاحب نے مجھے حکم دیا سامان وغیرہ باندھ لو اور یہاں سے کوچ کرو اور صبح کی نماز ملکوال اسٹیشن پر پڑھنی ہے اب یہاں نہیں ٹھہرنا دوستوں نے بہت منت سماجت کی لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہ مانی۔ چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے تیاری مکمل کر لی اور آدھی رات کے وقت میں حضرت صاحب کے ہمراہ ملکوال ریلوے اسٹیشن پر پہنچا فجر کی نماز پڑھنے کے بعد میں حضرت صاحب کے ساتھ ریل میں سوار ہو کر سیالکوٹ پہنچا پھر وہاں سے حضرت صاحب سے ساتھ دربار شریف آیا۔

حضرت صاحب کو دربار شریف چھوڑنے کے بعد اجازت لے کر سیدھا اپنے گاؤں خلیل پور گجرات آ گیا۔ گھر آ کر دیکھتا ہوں کہ وہ آدمی جس نے حضرت صاحب سے شکایت کی تھی ہمارے گھر میں موجود تھا میں نے اس سے پوچھا کیوں بھئی کیا بات ہے۔ تم ہمارے پہنچنے سے پہلے یہاں کیسے پہنچ گئے کیا کوئی تکلیف تو نہیں۔

وہ یہ بات سن کر رو پڑا اور کہنے لگا شاہ جی آنکھوں سے نابینا ہو گیا ہوں نظر کچھ نہیں آتا۔ میں نے کہا کہ تمہیں روکا نہیں گیا تھا کہ شکایت نہ کرو لیکن تم باز نہیں آئے اور ایک ہی رٹ لگاتے رہے۔ تو پھر حضرت صاحب نے تجھے یہ پوچھا کہ دیکھا ہے تو تم نے کہا ہاں حضور دیکھا ہے تو حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ اب نہیں دیکھے گا تو اب مزے کرو۔ آپ نے نہ تو حضرت صاحب کے کہنے پر عمل کیا۔ اور نہ میری بات مانی اس لیے میں اب کیا کر سکتا ہوں یہ سن کر وہ آدمی اور زور سے رونے لگا اور کہنے لگا کہ حضرت صاحب کے پاس لے چلو اور مجھے معافی لے دو۔

میں نے کہا بھئی اس معاملے میں حضرت صاحب کے سامنے جاتے ہوئے ڈرتا ہوں اس نے میری ایک نہ مانی اور اسی بات پر ڈٹا رہا اور یہی کہتا رہا کہ حضرت صاحب کے

پاس لے چلو آخر کار میں اس کو ساتھ لے جانے پر مجبور ہو گیا اور میں اس کو لے کر سیدھا دربار شریف کمانوالہ شریف پہنچا گھر سے پتہ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ حضرت صاحب مسجد میں تشریف فرما ہیں ہم دونوں مسجد میں گئے تو دیکھا کہ حضرت صاحب مسجد میں تشریف فرما ہیں۔

ہم دونوں مسجد میں گئے، ہمیں آتا دیکھ کر آپ مسکرائے اور پوچھنے لگے کہ کہو کیسے تکلیف کی میں حضرت صاحب سے تمام واقعہ عرض کیا اور کہا کہ جناب یہ اندھا ہو گیا ہے۔ بظاہر آنکھیں ٹھیک ہیں لیکن آنکھوں کا نور ختم ہو گیا ہے۔ آپ ازراہ کرم اس کی گستاخی کو معاف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اس کی بینائی کو واپس کر دے یہ سن کر حضرت صاحب نے اس کے حق میں دعا فرمائی کہ یا اللہ بیماروں کو شفا عطا فرما۔ عشاء کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس کو لے کر ایک دوست کے گھر پہنچا آدھی رات کے وقت وہ شخص اٹھا اور کہنے لگا پیر چراغ شاہ صاحب نماز تہجد کا وقت ہو گیا۔ اٹھو اور نماز تہجد پڑھ لو میں نے اس سے پوچھا تمہیں تو نظر کچھ نہیں آتا۔ تجھے کس طرح معلوم ہے کہ نماز تہجد کا وقت ہو گیا ہے۔ کہنے لگا میری نظر ٹھیک ہو گئی ہے اور آنکھیں پہلے سے کہیں زیادہ روشن ہو گئی ہیں یہ سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔ صبح کی نماز سے فارغ ہو کر حضرت صاحب کو آنکھوں کی بینائی واپس آ جانے کی اطلاع دی اور اجازت لے کر ہم واپس آ گئے۔

سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے ہاں اولاد نہیں ہوتی تھی ایک دفعہ میری بیوی نے مجھ سے اصرار کیا کہ اپنے شیخ صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اولاد کی دعا کراؤ۔ میں بیوی کی اس بات پر متفق ہو گیا اور دربار شریف چلا گیا صبح کا وقت تھا۔ حضرت سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں مراقبہ کیے ہوئے بیٹھے تھے۔ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے مئودب دوزانوں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر کے بعد حضرت صاحب نے

مراقبہ سے سر اٹھایا اور میری طرف دیکھا میں نے آگے بڑھ کر حضور کی قدم بوسی کی آپ سرکار نے خیریت دریافت کرنے کے بعد پوچھا۔ شاہ صاحب کیسے تشریف لائے ہو عرض کیا حضور ایک خواہش لے کر آیا ہوں حکم ہو تو عرض کروں حضور قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا کہ دل کی بات کہو عرض کیا حضور اولاد نہیں دعا کریں کہ اللہ مجھے نیک اولاد دے۔

یہ سن کر قبلہ عالم نے اپنا سر مبارک نیچے جھکا لیا کچھ دیر کے بعد سر مبارک اٹھا کر بولے شاہ صاحب آپ کے ہاں اولاد نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا حضور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ایک فرزند ہی عطا کر دے آپ نے پھر مراقبہ کیا اور کچھ عرصہ کے بعد فرمایا کہ میں دیکھ چکا ہوں کہ آپ کے مقدر میں اولاد ہے ہی نہیں۔

میں نے رو کر عرض کیا کہ حضور اگر مقدر میں اولاد ہوتی تو یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی میں تو یہاں آیا ہی اس لیے ہوں کہ یہ ولی کا دربار ہے اور جو یہاں آتا ہے اس کو خالی واپس نہیں کیا جاتا۔ یہ سن کر آپ نے پھر مراقبہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ آپ کے گھر اولاد نہیں ہوگی۔ البتہ اللہ تعالیٰ آپ کو کسی اور برادری کا لڑکا عطا کرے گا۔ جس کا تعلق آرائیں برادری سے ہوگا اس کا نام غلام حسین رکھنا آپ کے بعد آپ کا جانشین ہوگا چراغ علی شاہ فرماتے تھے کہ میں خاموش ہو گیا اور گھر واپس آ گیا۔ کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک بچہ دیا جو آرائیں برادری سے متعلق تھا ہم نے اس کا نام غلام حسین رکھا۔ یہی بچہ آج چراغ علی شاہ کی وفات کے بعد آپ کا جانشین ہے۔

☆۔ارشادات قدسیہ:

۱۔سب سے بڑی کرامت سنت مصطفیٰ ﷺ کی پیروی ہے۔

۲۔استقامت حاصل کرو تمہارا ہر کام کرامت بن جائے گا۔

۳۔دنیا کے مال کے بھوکے کو کبھی حقیقی راحت نہیں مل سکتی۔

۴۔عابد کو کھانا کھلانا عبادت میں مدد کرنا ہے۔اور فاسق کو کھانا کھلانا فسق کی مدد کرنا ہے۔

۵۔دولت مند ہر پیغمبر کو جھٹلاتے رہے اور مسکین غریب ہی ان کی تصدیق کرتے رہے ہیں۔

۶۔کرامت کا مفہوم یہ ہے کہ ولی درخت سے بات کرے تو درخت اس کو جواب دے۔

۷۔جوانی کے دھوکے میں نہ آؤ کیونکہ بوڑھا ہونے سے قبل کئی جوان گزر چکے ہیں۔

۸۔عبادت ایسی کرو کہ تمہاری روح کو مزا آجائے۔جو عبادت دنیا میں مزا نہ دے گی وہ عاقبت میں کیا جزا دے گی۔

۹۔اللہ تعالیٰ کی اطاعت اپنی جان پر جبر کیے بغیر حاصل نہیں ہوتی۔

۱۰۔اسلام غریبوں میں ظاہر ہوا اور عنقریب غریبوں میں ہی رہ جائے گا۔

☆۔خلفاء:

۱۔سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۲۔سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲)

حضرت پیر سیّد
عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۷۔زبدۃ العارفین،امام الاتقیاء،عارف شریعت،رہبر طریقت

شہنشاہِ اولیاء

حضرت پیر سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

☆۔تعارف:

زبدۃ الاصفیاء، امام الاتقیاء، عارف شریعت رہبر طریقت شہنشاہ اولیاء منبع رشد و ہدایت سیدی و مرشدی جناب سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کمانوالہ متصل سیالکوٹ کے رہنے والے تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد کا اسم گرامی سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کمانوالہ متصل سیالکوٹ کے رہنے والے تھے اور آپ کے دادا کا نام جناب سیّد نیاز علی شاہ صاحب تھا۔طریقت کی ابتدائی منازل آپ نے اپنے والد کے زیر سایہ طے کیں اور خلافت و اجازت بھی اپنے والد صاحب ہی سے عطا ہوئی آپ کی زندگی کے ہر قدم پر شریعت مصطفوی ﷺ کو اپناتے اور دوسروں کو اپنانے کی تلقین کرتے۔

☆۔لباس مبارک:

آپ کا لباس نہایت سادہ مگر صاف ستھرا پاؤں مبارک میں وہی پرانی طرز کا موچی کا بنا ہوا دیسی جوتا پہنتے آپ کے لباس میں شلوار اور قمیض کو خاص اہمیت تھی۔سر مبارک پر مونگیا رنگ کا عمامہ پہنتے اور عمامہ کے نیچے تنکوں کی بنی ہوئی سادہ ٹوپہ پہنتے تھے آپ اکثر روزہ سے ہوتے کبھی کبھی تو چھ چھ ماہ کے روزے بدستور رکھتے چلے جاتے۔

☆۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ مبارک نہایت خوبصورت تھا رنگ سفید اور سرخ، ریش مبارک بمطابق سنت لیکن ریش مبارک تمام سفید تھی اور چہرہ پر خوبصورت لگ رہی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا قد درمیانہ اور جسم بھرا ہوتھا آپ کے دانت مبارک موتیوں کی طرح چمکتے دکھائی دیتے۔میں نے پوری عمر آپ کے چہرہ انور پر ناراضگی اور غصہ کے آثار نہیں

دیکھے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ انور ہر وقت ہشاش بشاش رہتا تھا یوں معلوم ہوتا تھا جیسے آپ مسکرا رہے ہیں۔

آپ حلیم طبع منکسر المزاج بردبار اور اخلاق حسنہ سے متصف تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ سادہ غذا کھاتے سادگی کا یہ عالم تھا کہ آپ کسی بھی مرید کے ہاں تشریف لے جاتے تو اسے آپ کے کھانے کا بندوبست کرنے میں کوئی تکلیف محسوس نہ ہوتی تھی۔

☆۔ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ دسمبر **1971**ء کی جنگ کے اختتام پر سرکار دورہ پر تشریف لائے میں سکول میں بچوں کو پڑھانے میں مصروف تھا اچانک حضرت صاحب کی آمد ہوئی میں ادب کے ساتھ کھڑا ہوا قدم بوسی کی اور سرکار کے بیٹھنے کا بندوبست کرنے ہی والا تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا بیٹا یہاں نہیں ٹھہرنا لشکری چک چلنا ہے میں نے حکم کی تعمیل کی اور حضرت صاحب کے ساتھ چل پڑا جب ہم ساکن لشکری چک پہنچے تو چونکہ گاؤں بارڈر لائن کے بالکل قریب تھا اور جنگ کی وجہ سے انہوں نے اپنا گھریلو سامان کہیں دور رشتہ داروں کے گھر رکھا ہوا تھا بارش بھی شروع ہوگئی اور وقت کی تنگی کی وجہ سے خوراک کا مناسب بندوبست نہ ہوسکا اور کھانا اچھے طریقے سے نہ پک سکا میں اپنے دل میں خیال کر رہا تھا کہ شاید حضرت صاحب یہ کھانا پسند نہ کریں جب کھانا سامنے آیا تو نہایت ہی سادہ قسم کا تھا۔

سرکار نے کھانا شروع کیا میں نے نظر بچا کر سرکار کی طرف دیکھا تو سرکار بڑے مزے سے اور خوشی سے وہ کھانا تناول فرما رہے تھے اور یہ محسوس ہو رہا تھا کہ سرکار کو یہ کھانا بہت پسند ہے کھانے میں سرکار کی سادگی کا یہ عالم تھا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کھانے میں نقص نہیں نکالتے تھے اگر نمک مرچ یا کھانڈ وغیرہ کم ہوتب بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ نہیں مانگتے تھے بلکہ جو دستر خوان پر پڑا ہوتا اسی پر قناعت کرتے۔

☆۔آپ رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ پیدل سفر کرتے ایک دفعہ گرمیوں کے موسم میں دو پہر کے وقت آپ رحمۃ اللہ علیہ اکیلے ہمارے گاؤں جارہے تھے میں بھی سائیکل پر سوار ہو کر گھر آ رہا تھا راستہ میں حضرت صاحب کو دیکھ کر میں سائیکل سے اترا اور حضرت صاحب کو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک وہ گرمی اف توبہ! اور دوسرا پیدل میں نے عرض کیا حضور سائیکل پر سوار ہو چلیں آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے نہیں پیدل ہی چلیں گے کیونکہ یہ مسنون طریقہ ہے اور مجھے پیدل چلنے میں مزا آتا ہے۔

☆۔طریقہ عبادت:

شیخ کامل جناب سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پنجگانہ نماز پابندی کے ساتھ با جماعت مسجد میں ادا فرماتے تھے۔اگر سفر پر ہوتے تو بھی مسجد ہی میں جا کر نماز با جماعت ادا کرتے۔ جب کبھی موسم خراب ہوتا یا راستہ دشوار ہوتا تو پھر گھر پر ہی نماز پڑھ لیتے لیکن اس میں بھی جماعت کا اہتمام ہوتا تھا۔فرض نماز کے علاوہ نوافل کثرت سے پڑھتے تھے نوافل میں نماز تہجد کے نوافل کو خاص اہمیت دیتے تھے۔آدھی رات کے بعد بستر چھوڑ دیتے اور مسجد میں جا کر یا گھر میں نماز تہجد ادا فرماتے تھے نفل پڑھنے کے بعد قصیدہ غوثیہ پڑھتے اور پھر ذکر واذکار میں مصروف ہو جاتے اور فجر تک ذکر میں مشغول رہتے پھر فجر کی سنتیں پڑھنے کے بعد با آواز بلند سب دوستوں کے ساتھ مل کر صلوۃ وسلام پڑھتے اور پھر دعا مانگتے دعا کے بعد صف پر قبلہ رخ ہو کر بیٹھ جاتے اور دعا ''حزب البحر'' کے عمل میں مصروف ہو جاتے اور کسی سے گفتگو نہ کرتے تھے۔

حتی کہ نفل اشراق ادا کرنے کے بعد مسجد سے باہر تشریف لاتے اور ناشتہ فرما کر مریدین سے ملنے کا سلسلہ شروع فرما دیتے حتی کہ نماز ظہر کا وقت ہو جاتا نماز ظہر ادا کرنے کے بعد پھر مریدین سے ملنے کا سلسلہ شروع فرما دیتے حتی کہ نماز عصر ادا کرنے کے بعد کبھی کبھی

باہر کھیتوں میں سیر کو جایا کرتے یا پھر مسجد ہی میں بیٹھے رہتے اور ختم خواجگان پڑھتے حتی کہ مغرب کا وقت ہو جاتا مغرب کی نماز بعد چھ نفل ادا فرماتے اور دعا مانگ کر مسجد سے باہر تشریف لائے شام کا کھانا کھاتے اور پھر مریدوں سے ملنے کا سلسلہ شروع کر دیتے پھر عشاء کے لیے مسجد میں تشریف لاتے اور عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد ہر روز بلا ناغہ ذکر واذکار میں درود شریف ختم خواجگان دعا حزب البحر کو خاص اہمیت دیتے رات دن کا بیشتر حصہ عبادت الٰہی میں گزارتے بعض دفعہ ساری ساری رات اللہ کے آگے سجدہ کرتے گزار دیتے تھے۔ عبادات سے فارغ وقت میں مخلوق خدا کی خدمت آپ کا شیوہ تھا۔

☆۔خوف خدا:

میرے شیخ کامل جناب سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر خوف خدا دن رات طاری رہتا تھا یہی وجہ تھی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ میں عاجزی اور انکساری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی کسی کا دل نہ دکھاتے بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں آنے والا آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رحم دل اور شفیق پاتا چہرہ انور پر کبھی ناراضگی کے آثار پیدا نہ ہوتے میں نے جتنا عرصہ حضرت صاحب کے ساتھ گزارا ہے اس عرصہ میں حضرت صاحب رحمۃ

اللہ علیہ کو کسی کے ساتھ با آواز بلند یا ناراضگی کے ساتھ بات کرتے نہیں دیکھا چہرہ چاند کی طرح روشن تھا۔ عشاء کی نماز کے بعد جب ذکر جہر کرتے تو کئی دفعہ میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہوتیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میرے والد محترم مولوی برکت علی صاحب مرحوم کے جنازے میں سرکار نے شرکت فرمائی اور نماز جنازہ خود پڑھائی جنازہ پڑھانے کے بعد سرکار قبرستان میں ایک طرف ہو کر بیٹھ گئے سرکار کا چہرہ مبارک زرد ہو چکا تھا اور آنکھوں میں آنسو تھے۔ اور جسم مبارک لرز رہا تھا اور ارشاد فرمایا

کہ تمام دوست ان دوستوں کے لیے دعا مانگو جو اس وقت زمین میں دفن کیے جا چکے ہیں ۔ یہ ہمارے ساتھی ہیں اور ہم سفر ہیں فرق صرف اتنا ہے کہ یہ اپنے سفر پر روانہ ہو چکے ہیں اور ہم نے لحاف اوڑھ لیا۔اسی اثناء میں کیا دیکھتا ہوں کہ سرکار نے اپنے اوپر لحاف اوڑھ لیا ہے اور چہرہ انور کو ڈھانپ لیا ہے اور یوں محسوس ہو رہا ہے جیسے سرکار رو رہے ہیں۔ یہ تھا خوف خدا کا عالم۔

☆۔مہمان نوازی:

قبلہ عالم سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بہت مہمان نواز تھے مہمانوں کی عزت اور خدمت کرنا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا شیوہ تھا مہمانوں کے آگے کھانا اپنے دست مبارک سے لا کر رکھتے تھے اور خود یعنی مہمانوں کے ساتھ کھانے میں شریک ہوتے جب تک سب نہ کھا چکتے اپنا ہاتھ کھانے سے نہ اٹھاتے اور پھر بعد میں دعا مانگتے اور خود برتن اٹھا کر رکھتے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں دربار شریف پر آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا مغرب کی نماز کے بعد میں سرکار کے مکان کی ملحقہ بیٹھک میں بیٹھ گیا تو مکان کے اندر سرکار اپنے خلیفہ عبداللہ عرف اللہ دا بندہ کو فرما رہے تھے کہ جو مہمان آیا ہے اس کا خاص طور پر خیال رکھنا کھانے کا بندوبست اچھے طریقے سے کرنا اور سونے کے لیے بستر بھی خود بچھا کر دینا۔ کھانا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد میں نے خلیفہ صاحب سے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی دوکان نزدیک ہے کیونکہ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہو خود لے آؤں۔ میں یہ سن کر بہت متاثر ہوا اور عرض کرنے لگا حضور تکلف نہ فرمایئے حضرت صاحب نے فرمایا بیٹا اس میں تکلف کی کیا بات ہے آپ میرے مہمان ہیں اور مہمانوں کی عزت اور خدمت کرنا نبیوں کی سنت ہے۔ یہ تھا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مہمانوں کے ساتھ حسن سلوک۔ جب کبھی کہیں سے کوئی تحفہ آتا تو تمام مجلس میں تقسیم فرما دیتے تھے جو بچتا وہ

خود کھاتے اور اگر نہ بچتا تو خاموش رہتے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سادگی اور مہمان نوازی کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ہر ایک سے گھل مل جاتے تھے میرے مرشد پاک کی زندگی سنت نبوی ﷺ سے بھری ہوئی تھی شریعت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے اور دوسروں کو اپنانے کی تلقین کرتے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان ہے کہ جو آدمی اپنی زندگی اسلامی اصولوں اور سنت نبوی ﷺ پر نہیں گزارتا وہ ''حیوان سے بدتر ہے''۔

☆۔کشف وکرامات:

☆۔محمد علی وڑائچ بھٹے والا ساکن کمانوالہ شریف بیان کرتا ہے کہ 1956ء میں ایک رات کو میں نے پیر سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو گاؤں کے ارد گرد چکر لگاتے دیکھا میں نے عرض کیا حضور اس وقت جب کہ رات کا آدھا حصہ گزر گیا ہے آپ گاؤں کے ارد گرد چکر لگا رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اس گاؤں پر عذاب آنے والا ہے آپ اٹھیں اور گاؤں کے ارد گرد چکر لگا کر ''دعائے حزب البحر'' پڑھیں۔اس لیے دعائے حزب البحر پڑھ رہا ہوں 1965ء کی جنگ میں اور 1971ء کی جنگ میں یہ گاؤں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اور حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی دعا سے دشمن کے گولوں سے محفوظ رہا حالانکہ یہ گاؤں بارڈر لائن کے بالکل قریب تھا اور اب تک اس گاؤں میں ہر طرح کی خیریت ہے۔

☆۔حاجی محمد کڑیانوالہ کی بیوی کو جن کا سایہ تھا کافی علاج معالجہ اور دم کرایا لیکن آرام نہ آیا حتیٰ کہ حاجی محمد کا بھائی محمد شریف اور حاجی محمد عورت کو ساتھ لے کر دربار شریف حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بیٹھک میں تشریف فرما تھے۔حاجی محمد نے حاضر ہو کر سارا ماجرا سنایا حضرت صاحب نے

دم کر کے اس کی بیوی پر پھونک ماری جن حاضر ہو گیا آپ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے کہنے لگا غلام رسول آپ نے فرمایا کہ تو اب کہاں سے آیا ہے اور اس عورت کو کیوں پکڑ رکھا ہے کہنے لگا حضرت میں ان کے ساتھ ہی گھر سے چل پڑا تھا جب یہ ٹانگہ پر سوار ہوئے تو میں ان کے ساتھ تھا بس میں ان کے ساتھ تھا جب یہ آپ کے ہاں پہنچے تو میں مکان کے باہر کھڑا ہو گیا حضرت صاحب نے پوچھا تو ان کے ساتھ اندر کیوں نہیں آیا کہنے لگا حضرت اندر آنے کی اجازت نہیں تھی بغیر اجازت اندر آنا گستاخی تھی کیونکہ یہ ولی کا دربار ہے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اب کیوں آیا کہنے لگا آپ نے طلب فرمایا ہے اس لیے حاضر ہو گیا ہوں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ چلا جا کہنے لگا حضرت چلا جاتا ہوں اس دن سے اس کی بیوی بالکل ٹھیک ہے۔

☆۔ملک فقیر سائیں صاحب ساکن شادیوال سیالکوٹ بیان کرتے ہیں کہ میرے اولاد نہیں ہوتی تھی میں نے حضرت صاحب سے درخواست کی کہ حضور دعا کریں اللہ تعالیٰ اولاد عطا کرے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا دوسری شادی کر لو اولاد ہو جائے گی میں نے کچھ اس پر دھیان نہ دیا اور دوستوں سے یہ بات بیان کر دی تمام دوستوں نے مجھ سے کہا کہ اگر پہلی بیوی سے اولاد ہوتی تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ دعا فرما دیتے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے دوسری شادی کر لو آپ کو معلوم ہے کہ دوسری شادی سے اولاد ہو جائے گی۔ یہ سب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کی بات ہے میں نے دوسری شادی کر لی تو تھوڑے عرصہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد سے سرفراز فرمایا یہ اولاد آپ کی کرامت ہے۔

☆۔مولوی محمد الدین چنگا سمبڑیال بیان کرتا ہے کہ میں نے اپنی بڑی لڑکی رابعہ بی بی کی شادی وزیر آباد کر دی کچھ عرصہ کے بعد میں اپنی لڑکی کو ملنے کے لیے وزیر آباد آیا کچھ دیر

ٹھہرنے کے بعد میں نے اپنی لڑکی کو کہا بیٹی نماز پڑھا کرو کہنے لگی ابا جی ہم کل کے بھوکے ہیں ۔ بھوکے پیٹ نماز کہاں یاد آتی ہے یہ سن کر میرے آنسو جاری ہو گئے ۔ اسی وقت سیدھا دربار شریف حاضر ہوا حضرت قبلہ عالم سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بیٹھک میں تشریف فرما تھے میں نے باادب سلام عرض کیا فرمانے لگے محمد الدین کیا حال ہے؟ ۔

میں رو پڑا اور عرض کیا حضور میرا حال پوچھتے ہو کبھی آپ نے اپنی بیٹی کا حال بھی پوچھا ہے فرمانے لگے کیا بات ہے عرض کیا حضور تنگ دستی اور غربت نے ان کو مار ڈالا ہے حضرت صاحب اسی وقت اٹھے اور فرمانے لگے چلو محمد الدین چل کر بیٹی کا حال پوچھیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ مجھے ساتھ لے کر وزیر آباد آئے حضرت صاحب کو دیکھ کر میری لڑکی بہت خوش ہوئی اور کسی پڑوسی سے ادھار رقم لے کر حضرت صاحب کے لیے چائے تیار کی اور ساتھ بسکٹ پیش کیے حضرت صاحب نے ایک گھونٹ چائے کا اور ایک بسکٹ لے کر باقی تمام میرے حوالے کر کے کہا آپ خود کھاؤ اور بچوں کو کھلا دو میں نے تھوڑا سے کھانے کے بعد وہ تمام اشیاء اپنی لڑکی کے حوالے کر کے کہا آپ خود کھاؤ اور بچوں کو کھلاؤ اور پھر حضرت صاحب اوپر چادر اوڑھ کر چارپائی پر بیٹھ گئے میں تھکا ہوا تھا تو سو گیا ظہر کے وقت جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ حضور قبلہ عالم اسی طرح چادر اوڑھے منہ ڈھانپے چارپائی پر بیٹھے ہوئے ہیں میں نے قریب جا کر حضور سے عرض کیا کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے حضور غصہ کی حالت میں فرمانے لگے محمد الدین بیٹھ جاؤ میں خاموشی سے بیٹھ گیا کچھ وقت کے بعد حضرت صاحب نے چادر کو جسم سے الگ کر دیا اور فرمایا محمد الدین دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس بیٹی کے دن بدل دے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دعا فرمائی اور پھر ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد واپس دربار شریف تشریف لے آئے محمد الدین بیان کرتا ہے کہ اس دن سے لے کر آج تک میرے بیٹی کے گھر اللہ تعالیٰ نے رزق کے دروازے کھول دیئے

اور وہ ابھی تک خوش حال ہیں یہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کا صدقہ ہے۔

مولوی محمد الدین کوقول ہے کہ سید راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو خون جس کی رگوں میں ہے اس کی دعا اللہ تعالیٰ رد نہیں کرتا کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس قدر قریب تھے کہ جو زبان مبارک سے کہتے وہ پوری ہو کے رہتی۔

☆۔اولاد اطہار:

سیّدی مرشدی جناب قبلہ عابد علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دو صاحبزادے ہیں جن کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:۔

(۱)۔سیّد اعظم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔(جو آپ کے بعد مسند خلافت پر فائز ہوئے)

(۲)۔سیّد کاظم علی شاہ صاحب۔

☆۔حضور قبلہ عالم سیّدی و مرشدی کے ارشادات:

سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات۔ایک موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(۱)۔وہ ولی نہیں ہو سکتا جو حضور اکرم ﷺ کی شریعت مطہرہ کے خلاف کام کرے بلکہ وہ گمراہی کے ایسے گڑھے میں ہے جہاں سے نکلنا مشکل ہے۔

(۲)۔جو لوگ صحابہ ثلاثہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، کی مخالفت کرتے ہیں وہ گمراہ ہیں ان کی مجلسوں سے پرہیز کرو۔

(۳)۔ایک دفعہ ظہر کی نماز کے بعد فرمایا کہ جس زمین پر ولی اللہ چلتا ہے وہ فخر کرتی ہے اور دوسری زمین اس کو مبارک باد دیتی ہے۔

(۴)۔جب بندہ اللہ تعالیٰ کی یاد میں ہے وہ نماز میں ہے اگرچہ دنیائے بازار میں ہو۔

(۵)۔طالب دنیا سمندر کا پانی پینے والے کی مثل ہے کہ جس قدر پیتا ہے زیادہ پیاس لگتی ہے۔

(۶)۔وعظ گوئی سے پرہیز کرو جب تک کہ تم خود پورے عامل نہ بن جاؤ۔

(۷)۔جس میں ادب واحترام نہیں اس میں برائیاں ہی برائیاں ہیں۔

(۸)۔پیر وہ ہے جو اپنے مرید کے مال میں اپنی خواہش نہ پائے کیونکہ یہ مرید کی رہنمائی کے خلاف ہے۔

(۹)۔جس نے دولت مند یا مالدار کی تواضع اس کی دولت اور مال کے سبب کی اس نے اپنے دین کا کچھ حصہ برباد کر ڈالا۔

☆۔اولیاءاللہ دل کی بات جانتے ہیں:

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ میں گھر سے حضور قبلہ عالم سیدی و مرشدی جناب عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے ارادہ سے نکلا راستہ میں ایک مسئلہ میرے ذہن میں ابھرا کہ آج قبلہ عالم کی بارگاہ میں یہ مسئلہ پیش کروں گا مسئلہ یوں تھا کہ جو لوگ شریعت مصطفیٰ ﷺ کی پیروی نہیں کرتے مثلاً نماز روزہ وغیرہ فرائض سے کوتاہی برتتے ہیں اور چرس افیون اور دوسری نشہ آور اشیاء استعمال کرتے ہیں اور پیری مریدی کرتے ہیں جب ان سے پوچھا جائے کہ آپ نماز نہیں پڑھتے روزہ نہیں رکھتے۔آپ نے داڑھی کیوں منڈوا رکھی ہے اور یہ جو غیر شرعی حرکات آپ کرتے ہیں ان کا کیا مطلب ہے تو وہ یہ کہہ کر ٹال دیتے ہیں کہ نماز تو ہمارے دل کی ہے اور یہ جو حرکات ہم کرتے ہیں ان میں راز ہے۔ان لوگوں کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے یہ تھا مسئلہ جو چلتے وقت میرے ذہن میں ابھرا جب میں دربار شریف پہنچا تو سرکار وہاں تشریف فرما تھے میں جھک کر ادب سے سلام کیا ہاتھ چوما

اور دوزانوں ہو کر قبلہ عالم کے سامنے بیٹھ گیا خیریت دریافت کرنے کے بعد حضرت صاحب مجھ سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔

بیٹا! جو لوگ شریعت مصطفیٰ ﷺ کی پیروی نہیں کرتے نماز روزہ فرائض سے غفلت برتتے ہیں اور دوسری کئی اور غیر شرعی حرکات کے مرتکب ہوتے ہیں اور پیری مریدی کا ڈھونگ بھی رچا رکھا ہے جب ان سے پوچھا جائے کہ ان کا دعوی کیا اور کام کیسے تو کہتے ہیں کہ یہ فقروں کی راز کی باتیں ہیں ان کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ رات کو چوری کرتا پکڑا گیا تو جب اس سے پوچھا کہ تم نے چوری کیوں کی تو وہ یہ کہتا ہے کہ اس میں راز ہے تو بھلا غور کرنے کے بعد بتاؤ کہ اس میں اس بات کو کون مانے گا سب کہیں گے اس میں راز کی کون سی بات ہے یہ تو چوری واضح ہے اور تم چور ہو۔ بس یہی حال ان لوگوں کا ہے کہ اس میں راز کی کونسی بات ہے غیر شرعی کام کریں اور خود کو پیر ظاہر کریں یا ولی اللہ کہیں بالکل غلط ہے یہ دنیا کو دھوکہ میں ڈالتے ہیں شریعت مصطفیٰ ﷺ کے خلاف چل کر ولی بننا تو در کنار انسان انسان ہی نہیں رہ جاتا یہ مسئلہ تھا جو حضرت صاحب نے میرے عرض کرنے سے پہلے ہی مجھ سے فرما دیا۔

24 جون **1972**ء کو عرس مبارک میں حاضری کے بعد میں گھر واپس آنے کے لیے قبلہ عالم جناب سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے جب اجازت طلب کرنے لگا تو اس وقت میں کسی ذہنی پریشانی میں مبتلا تھا اور دل میں یہ خیال بھی تھا کہ حضرت صاحب کے آگے عرض کروں گا کہ حضور دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ تمام مشکلات کو حل فرمائے لیکن میرے عرض کرنے سے بیشتر ہی قبلہ عالم نے مجھ سے فرمایا۔ بیٹا نفل تہجد کے بعد ایک دفعہ شجرہ شریف ''مشائخ نقشبندیہ مجددیہ'' پڑھ لیا کرو اللہ تعالیٰ مشکلات میں آسانی فرما دیں گے۔

(فائدہ):۔مندرجہ بالا مضمون سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ اولیائے کرام کی نگاہ دل پر ہوتی ہے اس لیے ان کی مجالس میں دل کو سنبھال کر بیٹھنا چاہیے یعنی کسی قسم کا شکوک وشبہات ان کے متعلق نہ لے کر بیٹھنا چاہیے بلکہ دل کو پاک صاف کر کے ثواب کی نیت سے بیٹھنا چاہیے کیونکہ جو ان کے در سے راندہ گیا وہ راندہ درگاہی الٰہی ہوا۔

☆۔بزبانی محمد حیات جٹ ساکن کُری گجرات:

محمد حیات بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میری بیوی کی ٹانگ میں سخت درد تھا اس دن حضرت پیر سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے گھر دورہ پر تشریف فرماتھے مجھے آپ کی آمد کا پتہ چلا تو میں آپ کو ملنے کے لیے موضع خلیل پور گجرات آیا دیکھا تو وہ حضرت قبلہ سید عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب مسجد میں تشریف فرماتھے اور چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے میں بھی قدم بوسی کرنے کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھ گیا اور اپنی تکلیف بیان کی حضرت قبلہ عالم چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے کر دم کرنے کے بعد کہا چلو کچھ وقت کے بعد آرام آجائے گا۔

لیکن رات بھر آرام نہیں آیا صبح کو میں دوبارہ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضور میری بیوی کی ٹانگ بدستور درد کر رہی ہے۔آپ کے دم کرنے کا کیا فائدہ حضرت صاحب جلال میں آکر فرمانے لگے چلو چل کر دم کریں۔پیر سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ساتھ لے کر قبلہ عالم ہمارے گھر تشریف لائے اور میری بیوی کی اس ٹانگ پر اس زور سے ہاتھ مارنے کے بعد فرمانے لگے اب کبھی اس ٹانگ میں درد نہیں ہوگا یہ کہہ کر آپ واپس آگئے میں نے بیوی سے پوچھا کہ کہو کیا حال ہے کہنے لگی درد ختم ہو گیا ہے تھوڑی دیر کے بعد بولی درد تو کیا پوری ٹانگ ہی ختم ہوگئی ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے ٹانگ میں طاقت ہی نہیں رہی یعنی ٹانگ کام ہی نہیں کرتی میں پھر حضرت صاحب کے پاس آیا اور عرض کیا حضور اب تو ٹانگ ہی ختم ہو گئی ہے کام نہیں کرتی حضرت صاحب مسکرائے اور فرمانے لگے چلو درد ختم ہوا اب درد نہیں ہو گا میں نے کہا حضور ٹانگ ہی ختم ہو گئی۔

آپ نے فرمایا کہ کسی طریقہ سے بھی آپ خوش نہیں ہوتے ایک بات یاد رکھو کہ اللہ کے بندوں کے دم میں اثر ہوتا ہے لیکن بعض اوقات اثر دیر بعد ہوتا ہے لیکن اس میں شک و شبہ نہیں کرنا چاہیے میں نے آپ سے معافی مانگی آپ نے تیل پر پھونک مار کر کہا کہ لے جاؤ اور جا کر ملتے رہو ٹھیک ہو جائے گی میں کچھ دیر تیل کی مالش کرتا رہا ٹانگ آہستہ آہستہ ٹھیک ہوتی چلی گئی اور کچھ عرصہ کے بعد ٹانگ بالکل ٹھیک ہو گئی اور ابھی تک اس ٹانگ میں درد نہیں ہوا اس کے علاوہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات بے شمار ہیں جن کو یکجا کر کے لکھنا میرے بس کا کام نہیں کیونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی کرامات سے معمور ہے۔

☆۔مولوی محمد ٹھٹھ سوہلہ تحصیل پھالیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت صاحب ہمارے ہاں تشریف فرما تھے اور چوٹ کلاں جانا تھا حضرت صاحب نے مجھ سے فرمایا کہ چلو چوٹ کلاں دوستوں کو ملنے کے لیے چلیں جب ہم اپنے گاؤں سے باہر نکلے تو عرض کیا حضور یہ راستہ جو آپ نے اختیار کیا ہے پرخطر ہے کیونکہ راستہ میں ڈیرہ پر کتوں کا جمگھٹا ہے اور وہ راستہ سے گزرنے والے مسافروں کو چیر پھاڑ دیتے ہیں اس لیے یہ دوسرا راستہ اختیار کر لیا جائے آپ نے فرمایا نہیں اسی راستہ سے چلنا ہے میں نے عرض کیا حضور مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں کتے ہم پر حملہ نہ کر دیں اور اس سے ہمیں کوئی نقصان نہ ہو آپ نے فرمایا اللہ کے بندوں کو کتوں سے نہیں ڈرنا چاہیے۔

یہ سن کر میں خاموش ہوگیا اور حضرت صاحب کے پیچھے پیچھے چلنے لگا ہم کتوں والے ڈیرے کے پاس پہنچے تو تمام کتوں نے مل کر بیک وقت ہم پر حملہ کر دیا۔ میرا خون خشک ہو گیا کہ پتہ نہیں اب کیا بنتا ہے لیکن حضرت صاحب کے پائے استقلال میں فرق نہ آیا جب کتے قریب آئے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عصاء مبارک سے اشارہ کیا تمام کتے خاموش ہو گئے اور ادھر ادھر بکھر گئے میں حیران تھا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک ادنیٰ سے اشارہ سے اتنے زہریلے کتے خاموش ہو کر بکھر گئے۔

جب ہم چند قدم آگے چلے تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ پیچھے کوئی کتا تو نہیں میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو ایک کتا اینٹ پر ہماری طرف پشت کر کے بیٹھا ہوا تھا میں نے عرض کیا حضور ایک کتا پیچھے بیٹھا ہوا ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جاؤ اس کتے کو کہہ دو کہ سیّد عابد علی شاہ کہتے ہیں کہ چلے جاؤ میں نے قریب جا کر حضرت صاحب کے کہے ہوئے الفاظ دہرائے وہ یہ سن کر بھاگ کھڑا ہوا اور دور چلا گیا میں یہ منظر دیکھ کر حیران رہ گیا۔

☆۔ ملک فقیر سائیں ساکن شادیوال سیالکوٹ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ ہمارے ہاں بڑھاپے میں دو جڑواں بچے پیدا ہوئے عورتیں چونکہ مختلف رسومات کی قائل ہوتی ہیں۔ مثلاً اگر تین لڑکیوں کے بعد لڑکا پیدا ہو تو اس کو تکل سمجھ کر روڑی پر لٹایا جاتا ہے یا اسی قسم کی کچھ اور رسومات ادا کی جاتی ہیں جن کا دین اسلام میں کوئی جواز نہیں ہوتا۔ اس لیے میری والدہ نے ہمیں جڑواں ہونے ہونے کی وجہ سے ایک بچے کا ایک کان اور ناک میں سوراخ کر کے دھاگہ ڈال دیا تاکہ کسی کی نظر نہ لگے یا یہ محفوظ رہیں ان دنوں پیر سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ہمارے ہاں تشریف لائے میرے والد نے انہیں اپنے گھر بلایا اور دونوں بچوں کو دکھلایا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے

پہلے اس بچہ کو دیکھا جس کے کان اور ناک میں دھاگہ تھا فرمانے لگے یہ کیا میری والدہ نے کہا جناب عالی یہ بدنظری سے محفوظ رہنے کے لیے ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمانے لگے "اللہ کو دھوکہ دیتے ہو"۔

حالانکہ جو پیدا کرنے پر قادر ہے وہی ان کو تمام آفات و بلیات سے محفوظ بھی رکھ سکتا ہے آپ نے سب سے پہلے وہ دھاگے قینچی سے کتروا کر اتروا دیئے اور پھر اسی بچہ پر اپنا عصاء مبارک رکھ کر فرمانے لگے اس کا نام فقیر سائیں رکھو جب دوسرے بچے کا نام پوچھا گیا تو فرمانے لگے اس کا نام پھر رکھیں گے کافی اسرار کیا گیا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا نام نہ رکھا کچھ دنوں کے بعد وہ بچہ فوت ہو گیا۔ اور فقیر سائیں تا حال حیات دوکانداری کر رہا ہے فقیر سائیں بیان کرتا ہے کہ میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت ہوں۔

☆۔ پیر سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

آپ فرماتے تھے کہ میں ایک جاہل زمیندار تھا جس کو سوائے مویشی چرانے اور زمین کاشت کرنے کے علاوہ کسی چیز کا علم نہیں تھا "یعنی میں جٹ تھا"۔ لیکن شیخ المشائخ سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہ سے پیر بن گیا۔

نگاہ ولی میں تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جب اپنی گھوڑی پر سوار ہو کر ہمارے علاقہ میں آتے تو جس گاؤں کے قریب سے گزرتے لوگ آپ کی قدم بوسی کے لیے جمع ہو جاتے اور بیٹھے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ادب کے لیے اٹھ کھڑے ہوتے اور پورے علاقہ میں رعب کا یہ عالم تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بڑے سے بڑے آدمی کو بھی بولنے کی جرات نہ ہوتی آپ کی خدمت میں جب کوئی روتا ہوا بچہ لایا جاتا تو وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دم کرنے سے ہنستا ہوا واپس جاتا بیمار آپ کی

خدمت میں آکر شفاء پاتے تنگدست آتے تو تنگ دستی دور کرا کے جاتے حاجت مند آتے تو حاجتیں پوری کرا کے جاتے آپ فرماتے تھے کہ میں مریض پر دم کرتا ہوں تو اپنے شیخ کا نام لے کر، کسی کے لیے دعا کرتا ہوں تو پہلے اپنے شیخ کو یاد کرتا ہوں یہ تھا شیخ کی محبت کا اثر اسی لیے میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ کھڑی شریف والے فرماتے ہیں:

ہر مشکل دی کنجی یار و ہتھ والیاں دے آئی

ولی نگاہ کرن جس ویلے مشکل رہے نہ کوئی

☆۔مرزا جہانگیر احمد ساکن کھٹی سرخ پور گجرات بیان کرتے ہیں کہ ایک دن جناب قبلہ عالم سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سرخ پور ماسٹر عبداللہ خان صاحب کے گھر تشریف فرما تھے اور سیّد چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کے ہمراہ تھے ان دنوں میری غربت کا یہ حال تھا کہ نہ تن ڈھانپنے کو کپڑا میسر آتا اور نہ پیٹ بھرنے کو روٹی۔ میں حضرت صاحب کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا اور عرض کی جناب میرے لیے دعا فرمائیں آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے پھر دوسری دفعہ عرض کیا لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ خاموش رہے تیسری دفعہ عرض کیا لیکن حضرت صاحب نے کوئی جواب نہ دیا خیر میں خاموش ہو گیا کچھ وقت کے بعد حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو فرمانے لگے کہ چلو سمبلی جٹاں چلیں۔

سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے میں بھی ساتھ چل دیا جب حضور سرخ پور اور سمبلی جٹاں کے درمیان پہنچے تو رک گئے اور سید چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمانے لگے شاہ صاحب اس شخص کے لیے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کی مشکلات کو آسانی میں بدل دے چراغ علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ بولے حضور دعا آپ فرمائیں میں تو ساتھ غلام ہوں اور غلام کی آقا کے

سامنے کیا مجال ہوتی ہے یہ سن کر حضرت قبلہ عالم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا یا اللہ اس کی سختی کو دور فرما کر اس کو جملہ مشکلات سے نجات دے۔ آمین ثم آمین۔ مرزا جہانگیر احمد بیان کرتا ہے کہ اس دن سے اللہ تعالیٰ نے ہماری تنگ دستی کو دور فرما دیا اور آج تک خوشحال ہوں۔

یہ تھیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات جن کو میں نے بڑی محنت سے حاصل کر کے جمع کیا ہے میرے دل میں ہمیشہ یہ جستجو رہتی تھی کہ اپنے پیر خانہ کے اولیاء کرام کی زندگیوں کے حالات قلمبند کروں اور ان کو ایک کتاب کی شکل دے کر منظر عام پر لاؤں تا کہ دنیا اس سے مستفیض ہو۔ کیونکہ صالحین کی زندگیوں میں ہدایت ہے حضرت پیر سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پر وقار بارعب اور بڑی جلالت والے بزرگ تھے آپ رحمۃ اللہ علیہ دن رات اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے تھے۔

☆۔خلفاء:

(۱)۔ سیّد اعظم علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ۔ (جو آپ کے بعد مسند خلافت پر فائز ہوئے)

☆۔وصال شریف:

آپ رحمۃ اللہ علیہ ۱۱ جمادی الاول ۱۳۹۳ ہجری بمطابق ۱۳ جون ۱۹۷۳ء موافق ۳۱ جیٹھ بروز بدھ وار عشاء کی نماز کے بعد ذکر حق کرتے ہوئے اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

☆۔ حضرت صاحب زادہ سیّد اعظم علی شاہ صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ: ''میں نے حضرت قبلہ عالم اپنے والد حضرت عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کے وصال کے بعد عالم

رؤیا میں دیکھا تو عرض کیا حضور! اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ فرمانے لگے اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا پھر عرض کیا کہ حضور اس وقت آپ کہاں ہیں فرمانے لگے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دربار میں پھر عرض کیا کہ حضور آپ کو حضور نبی کریم ﷺ کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا ہے فرمانے لگے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے دربار عالیہ کی حاضری کے بعد حضور نبی کریم ﷺ کے دربار میں حاضری ہو گی۔

(۳)

حضرت پیر سیّد
اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

۳۔ پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، واقفِ رموزِ حقیقت و معرفت،

زینت دنیائے تصوّف

حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ولادت: **11** ستمبر **1946**ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کمانوالہ شریف سیالکوٹ

وصال: **7** مئی **2008**ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کمانوالہ شریف سیالکوٹ

☆۔تعارف:

کسی ایک عظیم خاندان میں یکے بعد دیگرے عظیم المرتبت شخصیات کا وجود نعمت خداوندی سے کم نہیں ہے۔اس لحاظ سے آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کمانوالہ شریف سیالکوٹ کو دیکھیں تو اس خانوادۂ معرفت میں ادوار کی ترتیب سے ایسی سر بلند شخصیات کا وجود سامنے آتا ہے جنہوں نے اپنی خداداد علمی و روحانی صلاحیتوں اور ایمانی تب وتاب کی بدولت نہ صرف اپنے اسلاف کے معیار کو جاودانی عظمت عطا کی بلکہ ان کے روحانی مشن کو اپنے اپنے عہد کے تقاضوں کے مطابق زیادہ سے زیادہ آگے بڑھانے کی کوشش کی۔

کمانوالہ شریف سیالکوٹ کے آستانہ عالیہ کو جو لافانی عظمت قطب عالم، شیخ المشائخ پیر طریقت، اسرار رموز حقیقت پیر سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان نظر کی بدولت حاصل ہوئی تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ کی آنے والوں نسلوں نے اس سر بلندی کو قائم رکھنے کی بدرجہ اتم کوشش کی۔

پیر طریقت رہبر شریعت پیر سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند حضرت پیر سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور پھر آپ کے پوتے رہبر شریعت، پیر طریقت حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے جس شان کے ساتھ اپنے جلیل القدر جد امجد کے روحانی

سلسلے کو آگے بڑھایا اس کا تذکرہ ہر لحاظ سے ایمان افروز ہے۔

حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اوصاف حسنہ اور عادات عالیہ کے لحاظ سے اپنے دادا کی حقیقی تصویر تھے۔ وہی جلال قلندرانہ، وہی جمال معرفت وہی روحانی ادائیں وہی ایمانی جگمگاہٹیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا قریب سے مشاہدہ کرنے والوں کا کہنا ہے کہ صورت وسیرت کے لحاظ سے عظمت ایمان کا مکمل نمونہ تھے۔ اور روحانی جلال وجمال کے امتزاج سے چہرے پر ہر وقت فکری ونظری شکوہ کی علامات نظر آتی تھیں۔

وہ علاقے اور بستیاں خوش بخت ہوتے ہیں کہ جنہیں کسی مرد کامل سے نسبت ہوتی ہے۔ پیر طریقت، رہبر شریعت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مقدسہ احکامات ربانی اور ارشادات سرکار دو عالم ﷺ کی جگمگاتی تفسیر تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لحہ رضائے خداوندی اور منشائے قدرت کی خاطر وقف کر کے ثابت کر دیا کہ محبان مصطفیٰ ﷺ کا مرنا اور جینا فقط اسلام اور قرآن کے لیے ہوتا ہے۔

نرم دم گفتگو اور گرم دم جستجو کی زندہ مثال بن کر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قسمت حیات کو ضوفگن کر دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ ریا کاری کی عبادت سے نفرت فرماتے تھے۔ اپنے نیاز مندوں کو بھی یہی نصیحت فرماتے کہ عبادت وریاضت محض خدا تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے۔ خلق خدا میں ناموری حاصل کرنے کے لیے نہیں ہوتی آپ کا لباس بھی عام درویشوں اور فقیروں کی طرح نہیں ہوتا تھا۔

گدڑی یا پیوند لگے ہوئے لباس نہیں پہنتے تھے کہ اس طرح فقیری کا غرور آتا ہے۔ کم قیمت دستار مبارک زیب سر رکھتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے زمانے میں بہت سے لوگوں نے گدڑی کا استعمال اور کرامات کے اظہار میں عزت وجاہ اور حصول مال کا ذریعہ بنا رکھا ہے کہ لوگ دیکھتے ہی کہیں کہ وہ درویش ہے یہ محض خودستائی

اور ریا کاری ہے۔

حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے حسن اخلاق نے عوام کے دلوں کو تسخیر کر لیا تھا۔ کوئی شخص حاضر خدمت ہوتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس پر اس قدر مہربانی فرماتے کہ وہ سوچنے لگتا کہ مجھ جیسی شفقت آپ نے کسی اور پر نہیں فرمائی ہوگی۔ حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شفقت سمندر کی صورت تھی جس سے ایک زمانہ سیراب ہو رہا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اہل ایمان کو سمجھایا کہ انسان نفس، دل، اور روح کا مجموعہ ہے ان میں سے ہر ایک کی اصلاح مقصود ہے نفس کی اصلاح شریعت سے، دل کی طریقت سے اور روح کی اصلاح حقیقت سے ہوتی ہے۔

حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کرامت بزرگ تھے۔ جب کوئی صاحب ایمان رضائے خداوندی میں ڈھل جاتا ہے اور اس کی زندگی مکمل طور پر منشائے ربانی کی تصویر بن جاتی ہے تو پھر اس کی زبان قدرت کی ترجمان بن جاتی ہے اور اس کی تدبیر تقدیر کی پر تو لنے لگتی ہے۔ حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی پوری زندگی رضائے الٰہی کے تابع تھی اس لیے خدا تعالیٰ نے آپ کو اس قدر نوازا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ جو کچھ زبان سے کہتے وہ رضائے الٰہی سے ہو جاتا۔

حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کرامتوں کے اظہار کو مناسب نہیں سمجھتے تھے بلکہ اسے درویش کی تشہیر خیال کرتے تھے۔ آپ حتی الامکان کرامتوں کو پوشیدہ رکھتے تھے پھر بھی وہ ظاہر ہو کر رہتی تھیں۔

☆۔ کشف و کرامات:

﴿۱﴾

نگاہِ ولی میں وہ تاثیر دیکھی بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

عبدالرؤف مغل سیالکوٹ شہر سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت بیان کرتا ہے کہ:۔عرصہ قبل میں ایک ماہر نجومی کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ برج کے لحاظ سے اور میرے ہاتھوں کی لکیروں کے حساب میرے آنے والے وقت کا حساب لگاؤ کہ میرا آنے والا وقت کیسا ہے۔اس نجومی نے میرے ہاتھوں کے فنگر پرنٹ لیے میرے نام کے حروف اعداد نکال کر دیکھا تو وہ فکرمند ہوکر کہنے لگا کہ تمہارے ہاتھ کی لکیریں بتاتی ہیں کہ تمہاری زندگی تھوڑی رہ گئی ہے پانچ سال کے اندر تم نے کسی حادثہ یا بیماری سے اس دنیا کو چھوڑ جانا ہے۔

ماہر نجومی کا بنایا ہوا سارا زائچہ لے کر میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ساری صورت حال بیان کی آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سارا واقعہ سننے کے بعد کہا کہ اس نجومی نے تمہاری زندگی تقریباً پانچ سال رکھ دی ہے وہ زندگی ختم ہو جانے کے بارے میں بتا سکتا ہے لیکن اس کو بڑھا نہیں سکتا پانچ کے آگے صفر میں لگا تا ہوں اب بتاؤ کتنے بنے۔میں نے عرض کیا جناب پانچ کے آگے صفر لگانے سے پچاس (50) بنے تو حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا جاؤ اس نجومی سے اپنا پھر حساب لگواؤ۔

میں دوبارہ اس نجومی کے پاس پہنچا پھر اس سے اپنا حساب و کتاب لگانے کو کہا اس نے دوبارہ میرے فنگر پرنٹ لیے نام کے اعدا کے لحاظ سے برج دیکھا تو وہ دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا کہ فنگر پرنٹ بدل گئے ہیں یعنی کہ ہاتھوں کی لکیریں بدل گئی ہیں اور نام کا برج بھی بدل گیا ہے۔نجومی حیران تھا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ایک دن میں یہ سب کچھ بدل گیا ہے۔یہ ہے کرامت حضرت صاحب کی کہ صرف ایک نگاہ سے ہاتھوں کی لکیریں

ہی نہیں بدلیں بلکہ نام کا برج بھی بدل گیا۔

﴿۲﴾

حاجی محمد بشیر مئوزن جامع مسجد عابد کمانوالہ شریف سیالکوٹ فرماتے ہیں کہ علالت کے آخری ایام میں حضرت صاحب عصر کی نماز کے بعد فرمانے لگے آج سے ہم نے ہر قسم کی دوائی کھانی چھوڑ دی ہے اب ہم نے بالکل ٹھیک ہو جانا ہے ایسا ٹھیک ہونا ہے کہ دوبارہ بیمار ہی نہیں ہونا۔ اس ضعف کی حالت میں آپ سے بہت کچھ دقائق معلوم ظاہر ہوتے تھے دو دن بعد اس فانی دنیا سے آپ رحمۃ اللہ علیہ پردہ فرما گئے۔

﴿۳﴾

☆۔باطنی تصرّف:

جب کوئی مہمان آپ کے گھر آنے والا ہوتا تو اس دن مہمان کے آنے سے قبل کھانے پینے کا سامان بازار سے منگوا لیتے اس کا راز جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ سرکار نے فرمایا ایک جن میرے تابع ہے یعنی کہ میرا مرید ہے وہ مجھ کو مہمان کے آنے کی پہلے سے مجھ کو خبر دے دیتا ہے۔ یہ بات محض اپنا حال پوشیدہ رکھنے کے لیے آپ نے فرمائی تھی۔

﴿۴﴾

☆۔لاعلاج مریضوں کو شفاء:

ایک دن آپ کا ایک مرید حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور میری بیوی سخت بیمار ہے حس و حرکت نہیں کر سکتی ڈاکٹروں نے جواب دے دیا ہے اور کہا کہ اس کا مرض ہماری سمجھ سے باہر ہے اب اس کی زندگی کی کوئی امید باقی نہیں ہے۔ اس کی جتنی خدمت کر سکتے ہو کرو۔

حضرت صاحب نے فرمایا کہ تم اپنے گھر واپس جاؤ اور ایک چادر اپنی بیوی کے اوپر اوڑھا دو چنانچہ وہ صاحب اپنے گھر گئے اور ایک چادر لے کر اس بیمار عورت کے اوپر ڈال دی۔ حضرت صاحب اس گھر میں تشریف فرما ہوئے اور اس بیمار عورت کی چارپائی کے اس کچھ دیر کھڑے رہے اور دفع مرض کے لیے اس پر توجہ کی اس کے بعد فرمایا کہ اس کی صحت ٹھیک ہو جائے گی۔ پھر آپ باہر تشریف لے آئے اور وہ مرید بھی حضرت صاحب کو رخصت کرنے کے لیے دروازے تک باہر آیا۔ حضرت صاحب کے چلے جانے کے بعد جب وہ واپس لوٹا تو دیکھا کہ اسکی بیوی صحیح اور تندرست بیٹھی ہوئی ہے مرض اس پر باقی نہیں رہا۔

﴿۵﴾

☆۔جنّتی ہونے کی سند:

وصال باکمال سے چند دن قبل آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ کہتے ہوئے سنایا گیا ہے کہ جس غرض اور مقصد کے لیے تم کو لایا گیا تھا وہ پوری ہوگئی اب کوچ کرنا چاہیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دو دفعہ فرمایا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ اعزاد اور عزت بخشی ہے کہ جو شخص میرا جنازہ پڑھے گا اسے جنّتی ہونے کی سند مل جائے گی یعنی کہ وہ جنتی ہے۔ پھر فرمایا کہ ولی کے وصال اس کی طاقت بڑھ جاتی ہے۔

﴿۶﴾

☆۔پتھری کا ریزہ ریزہ ہو جانا:

ایک مرید جو کہ سرگودھا کے رہنے والے ہیں انہوں نے آپ کی کرامت بیان فرمائی کہ میرے مثانے میں پتھری تھی جس کی وجہ سے بڑی تکلیف تھی رفع حاجت کے وقت بڑی

سخت درد ہوتی تھی ایسی درد کہ پریشان کر دیتی تھی۔ مختلف ڈاکٹروں سے چیک کروایا ڈاکٹروں نے آپریشن کروانے کی تجویز دی بہت سے حکیموں سے بھی علاج کروایا کوئی فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی حاضر ہوا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک تعویز لکھ کر دیا اور فرمایا کہ اسے برتن میں پانی ڈال کر رکھ دیں اور وہ پانی پیا کریں ابھی دو دن ہی گزرے تھے کہ پتھری ریزہ ریزہ ٹوٹ کر پیشاب کے ساتھ باہر نکل آئی۔ الحمداللہ اس کے بعد میں آج تک خیریت سے ہوں۔

﴿۷﴾

☆۔حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا دست شفقت:

قبلہ حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دفعہ میرے والد محترم حضرت سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا کہ بیٹا جاؤ لاہور جا کر داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ آستانہ عالیہ کی حاضری دے آؤ میں نے عرض کی اس سے قبل آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کبھی نہیں فرمایا! تو فرمانے لگے بیٹا آج داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ صاحبزادہ صاحب یعنی اپنے لخت جگر کو میرے ہاں بھیجیں یہ سن کر میں لاہور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار پر حاضر ہوا حاضری کے جب میں واپس آیا تو قبلہ والد صاحب فرمانے لگے داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ رات کو فرما رہے تھے کہ صاحبزادہ میرے ہاں تشریف لائے ہیں اور ان کے سینہ کو مرکز فیوض و برکات بنا کے بھیجا ہے۔

☆۔روحانی تعلیمات:

حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی کرامات کافی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے روحانی تصرفات کی شاہد کئی کرامات کا مطالعہ ذوق ایمانی کو تازہ کرنے کا باعث بنتا ہے

لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مردہ دلوں کو زندہ کر دیا، گمراہوں کو جادۂ حق پر گامزن کر دیا۔ بے یقینوں کو ایمان و یقین کی دولت عطا کی، جاہ پرستوں اور مال و دولت کے پرستاروں کو خدا اور رسول خدا ﷺ کی محبت بخشی دل و جان کو معرفت سے آشنا کیا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تعلیمات کی بدولت ایک ایسا انقلاب برپا کر دیا کہ جس کی بدولت بے شمار انسانوں کی زندگیاں ہدایت وفلاح کے سانچے میں ڈھل گئیں۔ اصلاح واحوال کے لیے آپ نے جو کردار ادا کیا ہے حقیقت میں یہی آپ کی سب سے بڑی کرامت ہے۔

☆۔ وصال پرملال:

حضرت صاحب اپنی عمر شریف کے آخری برسوں میں اکثر بیمار رہنے لگے تھے۔ میو ہسپتال لاہور میں داخل ہوئے۔ شوگر، بلڈ پریشر، اور فالج نے آپ کی صحت کو بے بس کر کے رکھ دیا اور آپ اللہ کی رضا پر راضی تھے۔ قبلہ عالم حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ وصال باکمال **30** ربیع الثانی **1429** ہجری بروز بدھ بمطابق **07** مئی **2008** ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نماز جنازہ بروز جمعرات دن **10** بجے ادا کیا گیا۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نماز جنازہ میں ہزاروں ارادت مندوں نے شرکت کی ہر مسلک کے علماء بھی کثیر تعداد میں نماز جنازہ میں شریک ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وصال کی خبر ارادت مندوں اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ روحانیت وابستگان کے لیے رنج والم کی شدت کا باعث ہوئی۔

یاد رہے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کامل حضرت پیر سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری و باطنی اتباع کا حقیقی نمونہ خواص وعوام کے سامنے اس شان کے ساتھ پیش کیا کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ سب فنافی الشیخ کے درجات اولیٰ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی عمر اور اقوال واعمال میں بھی اپنے باپ پیر طریقت رہبر شریعت پیر سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوری طرح مطابقت رکھتے تھے۔ کسی بھی مقصد میں کامیابی پر اپنے باپ کی دعا سمجھتے۔ آج قبلہ عالم حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ظاہری طور پر ہمارے درمیان موجود نہیں ہیں مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم وحکمت کے جو چراغ فروزاں کیے تھے وہ زمانے کی بادصرصر کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ہمیشہ روشنی بکھیرنے کا باعث بنتے رہیں گے۔

☆۔ارشادات قدسیہ:

(۱)۔اعلیٰ حضرت قبلہ عالم حضرت سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سب دوستوں کو فرمایا کرتے کہ سب سے بڑا وظیفہ اللہ کی یاد۔ ہاتھوں سے کام زبان سے باتیں لیکن دل دھیان کے ساتھ اللہ ہو۔کوئی سانس اللہ کی یاد کے بغیر نہ جائے۔ ہماری طریقت کی بنیاد حضور ﷺ کی اتباع ہے آپ ﷺ کی سنت کے خلاف کوئی کام نہ ہو۔

(۲)۔ جب سرکار دو عالم ﷺ کی حدیث مبارک سنو تو عمل کرنے کی نیت سے یاد رکھو نہ کہ سننے سنانے کی نیت سے۔

(۳)۔ جب برائی سننے کو ناپسند کرتا ہے اسی طرح اپنے آپ کو مدح سرائی سے بچا۔

(۴)۔شیطان کو سب سے پیارا بخیل مسلمان اور ناپسندیدہ گنہگار سخی ہے۔

(۵)۔سب سے زیادہ سخت عذاب عالم بے عمل پر ہوگا۔

(۶)۔فقیر پر سخاوت کر کے احسان نہ جتا۔ بلکہ اس کے قبول کرنے کا خود احسان مند ہو۔

(۷)۔ وہ دعوت سب سے بدتر ہے جس میں امیر بلائیں جائیں۔ اور غریب ومسکین نہ بلائیں جائیں۔

(۸)۔ زیادہ سونا اور زیادہ کھانا انسان کو اندر سے تباہ کر دیتا ہے۔

(۹)۔ بہت سے لوگ غسل سے پاک ہوجاتے ہیں۔ لیکن بہت سے بد باطن حج و زیارت کعبہ کے بعد بھی نجس لوٹتے ہیں۔

(۱۰)۔ اللہ تعالیٰ کو جاننا یہ ہے کہ شرک نہ کرے۔ اور سرکار دوعالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا رسول سمجھنا یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی پیروی واطاعت نہ کی جائے۔

(۱۱)۔ عمل کی سستی پر مغفرت کی امید ہے لیکن بداعتقادی پر نہیں۔

(۱۲)۔ تو نفس کی تمنا پوری کرنے میں مصروف ہے اور وہ تجھ کو برباد کرنے میں مصروف ہے۔

☆۔ اولاد اطہار:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے چھ صاحبزادے ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔

۱۔ صاحبزادہ حضرت علامہ پیر سیّد جعفر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ صاحبزادہ سیّد امتیاز الحسن شاہ صاحب

۳۔ صاحبزادہ سیّد مظہر عباس شاہ صاحب

۴۔ صاحبزادہ سیّد زاہد علی شاہ صاحب

۵۔ صاحبزادہ سیّد شعیب الحسن شاہ صاحب

۶۔ صاحبزادہ سیّد اسد رضا شاہ صاحب

’’منقبت‘‘ درمدح حضور پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

ازقلم۔حضرت علامہ پیر سیّد جعفر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

اے رہبرِ ملّت ، اے قُطبِ زماں
چار سُو ہے آپ کے علم و عمل کی دستاں
اصفیاء و اتقیاء حکام و علماء
سبھی تھے خوشہ جبیں آپ کے اے مہرباں
قابلِ رشک تھی زندگی آپ کی اے امام
بحرِ سالکاں و عارفاں و عالماں
فہم و صداقت و گفتار و کردار
ہیچ ہیں آپ کے سامنے تمام بحرِ بیکراں
تابندہ و چوبندہ تھی چال آپ کی
بن کے رہے آپ مسلکِ حق کے پاسباں
افسردہ نظر آئے اصاغر و اکابر سارے
اب کون پوچھے گا کیوں آئے ہو یہاں
دے رہی ہیں گواہی کمانوالہ شریف کی گلیاں
خود مٹنے والوں کا مٹتا نہیں نشاں
فقط یہی ہے دعائے ناچیز ’’فقیر‘‘ کی یا الٰہی
تا قیامت چلتا رہے یوں ہی سارا کارواں

(۴)

حضرت علامہ پیر سیّد جعفر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

☆۔پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، سرکارِ جانِ جاناں، قطب الاقطاب

حضرت علامہ پیر سیّد جعفر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ:

ولادت باسعادت: 04 جون 1972ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کمانوالہ شریف سیالکوٹ

وصال: 7 دسمبر 2018ء۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کمانوالہ شریف سیالکوٹ

☆۔تعارف وولادت:

حضرت علامہ پیر سید جعفر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت با سعادت مورخہ 04 جون 1972 (بمطابق ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۹۲) ہجری میں ہوئی ولادت کے وقت آپ کے والد ماجد قبلہ عالم جناب حضرت علامہ پیر سید اعظم علی شاہ قدس سرہٗ نے آپ کا نام سید جعفر علی شاہ رکھا۔

آپ کا بچپن عام بچوں سے بالکل مختلف تھا دیہاتی ماحول میں نشو ونما پانے کے باوجود آپ بہت زیادہ شائستگی اور صفائی پسند تھے۔پاکیزہ اخلاق کے مالک اور مہمان نواز تھے۔خاموش طبع تھے شروع ہی سے چہرہ مبارک سے جمال اور جلال ظاہر تھا۔

آپ نے علومِ ظاہری وباطنی اپنے والد بزرگوار جناب قبلہ عالم حضور پیر سید اعظم علی شاہ قدس سرہ سے حاصل کیے اپنے والد بزرگوار سے خلافت واجازت بیعت سے سرفراز ہوئے باپ اور بیٹے میں انتہائی درجہ کی محبت تھی۔

مزید دینی تعلیم دارالعلوم دو دروازہ سیالکوٹ میں اپنے وقت کے عظیم محدث ومفسر جناب علامہ حافظ محمد عالم محدث سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ،اور مولانا محمد صدیق سالک ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کی اور وہیں سے درسِ نظامی کی سند بھی حاصل کی۔

والد ماجد جناب علامہ پیر سید اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے وصال شریف کے بعد مسندِ

رشد و ہدایت پر متمکن ہوئے۔ آپ نہایت حلیم الطبع اور ملنسار تھے مہمان نوازی اپنے اجداد سے ورثہ میں ملی ہوئی تھی۔ آپ کی تواضع ضرب المثل تھی زہد و ریاضت میں کمال کے درجہ پر فائز تھے شب بیداری آپ کا معمول تھا ہر وقت باوضو رہتے تھے۔

☆۔حلیہ مبارک:

آپ مضبوط جسم کے مالک تھے چہرہ انور سرخ اور سفید تھا کشادہ پیشانی، لب مبارک پتلے ، دہن مبارک خوبصورت، تبسم فرماتے تو اگلے دانت چمکدار نظر آتے۔ چہرہ انور سے انوارِ الٰہی درخشاں تھے۔ ہر شخص آپ کا نورانی چہرہ دیکھ کر مبہوت و فریفتہ ہو جاتا تھا۔ چشمانِ مبارک عشقِ الٰہی اور عشقِ رسول ﷺ سے مخمور تھیں۔ ہاتھوں کی انگلیاں نرم اور دراز تھیں، سر مبارک پر ہمیشہ سفید دستار باندھا کرتے تھے، ریش مبارک سنت نبوی ﷺ کے مطابق تھی چلتے وقت ہلکا سا عصا ہاتھ میں رکھتے تھے۔ سادگی میں بے مثال تھے۔ اگر چاہتے تو اچھے سے اچھا کھانا کھا سکتے تھے اور قیمتی لباس بھی پہن سکتے تھے مگر آپ نے سنت رسول ﷺ کے مطابق فقیری میں زندگی گزار دی ہر ایک سے انتہائی شفقت اور خوش خلقی سے پیش آتے تھے۔ تمام عمر سادگی میں گزار دی۔

☆۔اخلاقِ عالیہ:

آپ اخلاقِ عالیہ صفاتِ حسنہ سے متصف تھے۔ اپنا ہو یا غیر ہر ایک کے ساتھ انتہائی شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے جو بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا فیض سے مستفید ہوتا آپ یارانِ طریقت کے ساتھ ایسا مہربانہ اور مشفقانہ برتاؤ فرماتے کہ ہر کوئی یہی سمجھتا کہ آپ سرکار مجھ پر سب سے زیادہ شفقت فرماتے ہیں۔ آپ اپنے جملہ اعمال و اقوال میں نبی کریم ﷺ کی سنت کے تابع تھے۔ صاحبِ علم ہونے کے ساتھ صاحبِ عمل

بھی تھے۔اخلاقِ کریمانہ اوراوصافِ حمیدہ کے مالک تھے۔یتیموں، بیواؤں اور مسکینوں کی حتی الوسع مدد فرماتے تھے۔آپ کی ہر بات میں نکتہ ہوتا تھا کلام اسرار سے پُر ہوتا تھا مگر نہایت آسان طریقہ سے پیچیدہ سے پیچیدہ مسائل کو اس طرح ذہن نشین کراتے تھے کہ سامعین باآسانی سمجھ جاتے۔

☆۔والدہ کی خدمت:

آپ اپنی والدہ محترمہ کے بے حد خدمتگار اور تابعدار تھے ''ماں کے قدموں تلے جنت ہے'' پر ہردم عمل پیرا رہے بلکہ اپنی والدہ محترمہ کی وفات کے بعد بھی آپ نے وصیت کر دی تھی کہ میری قبر میری والدہ محترمہ کے قدموں میں بنائی جائے۔چنانچہ آپ کے وصال کے بعد وصیت کے مطابق صاحبزادگان نے آپ کی قبر مبارک آپ کی والدہ محترمہ کے قدموں میں بنائی۔

☆۔اتباعِ سنّت:

آپ کا ہر عمل سنّتِ مصطفیٰ ﷺ کے مطابق ہوا کرتا جب دوستوں میں تشریف فرما ہوتے تو فرمانِ مصطفیٰ ﷺ کی پابندی کی تلقین فرماتے کہ اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔اپنی پوری حیاتِ مبارکہ کو ایسے شریعت کے سانچے میں ڈھالا کہ کوئی غیر دیکھتا تو مانتا کہ اللہ کے مقبول بندے دنیا میں ہیں۔اکثر فرمایا کرتے کہ مرشد کامل کے بغیر اتباعِ سنت مصطفیٰ ﷺ کامل نصیب نہیں ہوتی کیونکہ وہ اسوہ حسنہ کی زندہ مثال ہیں۔

جس طرح چاند کی روشنی اس کی کرنوں سے ہوتی ہے اور حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ ماہتاب علوم معرفت تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندارجمند پیر طریقت، رہبر شریعت، مخزن علم وحکمت حضرت پیر سیّد جعفر علی شاہ مدظلہ العالی صحیح معنوں میں اس ماہتاب لازوال کی نورانی کرن ہیں۔ وہی ان کا انداز تبلیغ، وہی ان جیسی محبت وشفقت وہی ان کی طرح فیوض و برکات کی خیرات کا انداز، غرضیکہ حضرت پیر سیّد جعفر علی شاہ مدظلہ العالی کا حسن تبلیغ متلاشیان منزل صداقت کی خودشناسی سے لے کے خدا آ گاہی کی منازل سے ہمکنار کررہا ہے۔ آپ حضرت سیّد جعفر علی شاہ مدظلہ العالی مریدوں کے دلوں کی دھڑکن اور آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کمانوالہ شریف سیالکوٹ سے وابستہ بے شمار ارادت مندوں کی آنکھوں کا تارا ہیں۔ آپ نے اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ اپنے عظیم والد اور مرشد حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں گزارا ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کی مجلس ایمانی میں چند ساعتیں گزار کر یہی اندازہ ہونے لگتا ہے کہ ہم حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس اقدس کے مزے لوٹ رہے ہیں۔ آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کمانوالہ شریف سیالکوٹ صرف معرفت وطریقت کا گہوارہ ہی نہیں بلکہ یہاں مکمل طور پر شریعت خداوندی، ارشادات سرکار دو عالم ﷺ اور تعلیمات اسلاف کو بطور خاص ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ یہاں غیر شرعی رسوم اور باطل روایات سے مکمل اجتناب کیا جاتا ہے کیونکہ اس خانوادۂ طریقت کے پاسبان سمجھتے ہیں کہ شہنشاہ دو عالم ﷺ کے بتائے ہوئے راستے سے ہٹ کر دینی اور دنیاوی طور پر فوز وفلاح کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

شریعت مطہرہ کی سربلندی اور تمام امور میں بالا دستی کا جو تصور حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیش نظر تھا وہی مقصد اولیٰ آج ان کے محترم جانشین کی دینی اور روحانی مساعی کا مرکز ومحور بن چکا ہے۔قبلہ عالم حضرت پیر سیّد اعظم علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا سالانہ عرس مبارک اور ان کے والد ماجد پیر طریقت، رہبر شریعت پیر سیّد عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے دادا حضور پیر طریقت، اسرار رموز حقیقت حضرت پیر سیّد راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا اجتماعی سالانہ عرس مبارک **23-24** جون آستانہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ کمانوالہ شریف سیالکوٹ میں منعقد ہوتا ہے۔عرس مبارک کی تقریبات میں ملک کے طول وعرض سے ہزاروں عقیدت مند شریک ہوتے ہیں وطن عزیز کے ممتاز علماء کرام اور نعت خواں حضرات کثرت سے شرکت کرتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار بلاشبہ مرجع خلائق ہے۔یہ مزار حسن تعمیر کے لحاظ سے سادگی و پرکاری کا حسین نمونہ ہے اس مزار انوار کی ایک جھلک دیکھتے ہی بے قراروں کو سکون و قرار کی دولت نصیب ہونے لگتی ہے۔یہ مزار نشان منزل اور صاحب مزار منزل طریقت کا درجہ رکھتے ہیں۔

مزار کی ایک جھلک دیکھتے ہی اس مرد قلندر کی پاکیزہ زندگی کا ایک ایک لمحہ نگاہوں کے سامنے گھومنے لگتا ہے۔جس کا ہر عمل سنت رسول ﷺ کی عملی تصویر اور جس کا ہر فعل حکم خداوندی کی تفسیر تھا۔اس مرد حق آگاہ کی پاکیزہ سیرت کا ایک ایک لمحہ ہمیں اس حقیقت کا ادراک بخش رہا ہے۔

یہی لوگ ہیں جن سے دنیا ہے قائم
انہی سے ہی ایمان کی روشنی ہے

طریق ختم خواجگان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

سورۃ فاتحہ مع بسم اللہ سات بار۔ درود شریف سو بار۔ سورۃ الم نشرح (۷۹) بار سورہ اخلاص مع بسم اللہ ایک ہزار بار۔ سورۂ فاتحہ معہ بسم اللہ سات بار اور درود شریف ایک سو بار۔ آیت کریمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ سو بار، درود شریف ایک سو بار، کلمہ طیبہ ایک سو بار، کلماتِ ذیل ہر ایک کلمہ سو سو بار یَا اَللّٰہُ ۔
یَا عَزِیْزُ ۔ یَا وَدُوْدُ ۔ یَا کَرِیْمُ ۔ یَا وَهَّابُ ۔ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ۔ حَسْبُنَا اللّٰ
الْوَكِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ النَّصِیْرُ ۔ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ ۔ یَا دَافِ
حَلَّ الْمُشْكِلَاتِ ۔ یَا كَافِیَ الْمُهِمَّاتِ ۔ یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ ۔ یَا مُنَزِّ
یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ ۔ یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ ۔ یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ ۔ یَا اَمَانَ الْخَآ ئِ
۔ یَا خَیْرَ النَّاصِرِیْنَ ۔ یَا دَلِیْلَ الْمُتَحَیِّرِیْنَ ۔ یَا غِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ اَغِثْنَا ۔ یَا مُفَ
الْمَحْزُوْنِیْنَ ۔ رَبِّ اَنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۔ یَا اللّٰهُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ ۔ یَا اَرْ
اجِمِیْنَ وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ۔ اٰمِیْنَ۔

دیگر ختم ہائے

یہ ختم ہائے دربار عالیہ کمانوالہ شریف سیالکوٹ میں روزانہ قبل از ادائے سنت نماز فجر پڑھے جاتے ہیں ذیل کے چند ختم باہم ملا کر بھی پڑھے جاتے ہیں یہ وہ ختم ہیں جن کے پڑھنے کے لیے قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سیدنا و مرشدنا قبلہ عالم خواجہ حاجی محمد عبدالکریم صاحب قدس سرہ بتقریب سعید زیارت روضہ منورہ زادھا اللہ شرفاً باشارۃ للعالمین سیدنا و شفیعنا رسول اللہ ﷺ مامور ہوئے۔ اول درود شریف ۱۰۰ بار پھر سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ

عَلَیْہِ فَاغْفِرْلِیْ ۵۰۰ بار۔ پھر درود شریف ایک سو بار پھر حَسْبُنَا اللّٰہُ وَ نِعْمَ الْوَکِیْلُ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَ نِعْمَ النَّصِیْرُ پانچ سو بار یَا خَفِیَّ اللُّطْفِ اَدْرِکْنِیْ بِلُطْفِکَ الْخَفِیِّ پانچ سو بار پھر درود شریف ایک سو بار۔ پھر لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پانچ سو بار پھر درود شریف ایک سو بار۔ یَا اللّٰہُ یَا رَحْمٰنُ یَا رَحِیْمُ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اِرْحَمْنَا پانچ سو بار پھر درود شریف ایک سو بار۔

﴿شجرہ مقدسہ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددّیہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین﴾

فضل کر یا رب مرے حال زبوں پر رحم کر
ڈال مجھ آلودۂ عصیاں پہ رحمت کی نظر
تجھ کو اپنی کبریائی کی قسم اے بے نیاز
مجھ سراپا معصیت پر کر در افضال باز
تجھ کو دیتا ہوں تیرے جود وسخا کا واسطہ
فضل کا رحمت کا بخشش کا عطا کا واسطہ
تیری رحمت کے خزانے میں کوئی کمی نہیں
کیوں ہوں شاکی جانتا ہوں مستحق میں ہی نہیں میں
کہوں بے واسطہ کس منہ سے بخشش کے لیے

کچھ وسیلے پیش کرتا ہوں سفارش کے لیے
کر کرم مجھ پر محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
فخر موجودات شاہِ دوسرا کے واسطے
اس رسول ﷺ بے نظیر و بے بدل کا واسطہ
راز دار خلوت بزم ازل کا واسطہ
رحم فرما حضرتِ صدیق اکبرؓ کے لیے
عاشق و دلدادہ حسن پیغمبر ﷺ کے لیے
حضرت سلمانؓ فارس بے ریا کے واسطے
حضرت قاسمؒ امام اولیاء کے واسطے
کر امام جعفر صادقؒ کے صدقے میں عطا
تو نجات دائمی کا مجھ کو دُرِّ بے بہا
با یزیدؒ و بو الحسنؒ اور بو علیؒ فاریمدی
یا الٰہی لاج رکھ لے ان کے صدقے میں مری
حشر کے دن یوسف ہمدانیؒ کا ساتھ ہو
ان کا دامان مقدس اور میرا ہاتھ ہو
شاہ عبدالخالقؒ و شاہ عارفؒ ریوا گڑھی
خواجہ محمودؒ و عزیزانؒ صاحب خلق نبی ﷺ
محترم بابا سماسیؒ حضرت میر کلالؒ
حضرت خواجہ بہاؤالدینؒ و عطارؒ اہل حال
حضرت یعقوب چرخیؒ اور عبیداللہ شاہؒ

حضرت خواجہ محمد زاہدؒ اپنے دیں پناہ
ان نفوس پاک کے صدقے میں اے رب الہ
دھو جبین معصیت آلود سے داغ گناہ
بخشدے صدقے میں یارب خواجہ درویشؒ کے
خواجہ املکگیؒ و خواجہ باقی باللہؒ کے لیے
شیخ احمدؒ خواجہ معصومؒ حجت اللہؒ زبیرؒ
خواجہ اشرفؒ اور جمال اللہؒ مرد اہل خیر
حضرت عیسیٰ محمدؒ اور رفیض اللہ شاہؒ خواجہ
نور محمدؒ نور بزم و شمع راہ
بخش دے ان کے لیے جو ہیں محمدؒ کے فقیر
میرے آقا میرے ہادی اور مرے مرشد کے پیر
قبلہ عالم جناب حافظ عبدالکریمؒ
حامل حکم شریعت صاحب خلق عظیم
آشنائے سرِّ حق دانائے رمز الا الہ
واقفِ راہ حقیقت ، فقر کی جائے پناہ
رحمت حق نے بلا کر لے لیا آغوش میں
جا رہے فردوسیوں کے عالم خاموش میں
استقامت کر عطا اے خدا تا دم آخرت
نہ پھسلیں ہم آقائے راجن علی شاہؒ، عابد علی شاہؒ، اعظم علی شاہؒ، جعفر علی شاہؒ کے واسطے

راہی فردوس ہو کر جا ملے اللہ سے

مسند ارشاد پر فائز ہیں فرزند آپ کے

جن کا سینہ دولت توحید کا گنجینہ ہے

قلب صافی جن کا حسن طور کا آئینہ ہے

ہیں تیری رحمت کی نشانی سید عون رضا شاہ

اے خدا کر اپنا فضل وکرم ان کو بھی عطا

یا الٰہی ہم مریدوں پر رہیں سایہ فگن

تا قیامت ان پہ ہو فضل خدائے ذوالمنن

ان کے صدقے میں حسن خدام سب ہوں سرفراز

برقرار ان کی رہے دین و دنیا میں آبرو

....

منقبت

......از صوفی غلام محمد نقشبندی شیخوپورہ......

چل بسے ہو چھوڑ کر بزم رفیقاں بے قرار
پتا پتا رو رہا ہے پھول کلیاں سوگوار
آپ کا جانا سبب سوز و غم کی ہے پکار
کیسے بتلاؤں کہ کیوں افسردہ ہے رنگین بہار
آنا جانا اس جہاں میں حق کی تحریر ہے
کس لیے پھر سو رہا ہے دیدۂ دل آپ دار
پیر جی عابد علیؒ نظروں سے اوجھل ہو کہاں
آج یہ محفل تمہارا کر رہی ہے انتظار
اہل خانہ غم زدہ اور خادموں کا حال یہ
لے رہے ہیں سسکیاں آنکھیں ہیں پر نم اشکبار
مرشد کامل کے صدقے یہ کمال پیر ہے
دو جہاں میں آپ کو جس کے دیار ننگ وقار
بار گاہ ایزدی میں کر رہے ہیں سب دعا

مرشد کی تربیت پر سدا ہو رحمت پروردگار
دست بستہ ہے یہ صوفی کی دعا
کر ہم کو رضائے حق وہو صبر و قرار

اکھیاں دا تارا ٹر گیا

......از صوفی غلام محمد نقشبندی شیخوپورہ......

اکھاں اگوں اج اوہ اکھاں دا تارا ٹر گیا
دل نوں چین آوے کیویں دل دا سہارا ٹر گیا
آل نبی ﷺ عابد علیؒ مولا علیؑ دا پوترا
حضرت خیرالنساء دے دل دا پارا ٹر گیا
لاڈلا راجنؒ ولی دا تے مریداں دی بہار
پنڈی والے دی بزم داہے ستارہ اڑ گیا
کون دیویگا تسلی ہن دل رنجور نوں
ہندا سی جس در توں ہر اک دا گزارا ٹر گیا
ساقیا آجا تیرے لیے خوار سہکن دید نوں
فیر آویں گا جدوں مئے خوار سارا ٹر گیا

اعظم و کاظم دی دنیا وچ اندھیرا چھا گیا
جیہڑے دن توں باپ دے رخ دا نظارا ٹر گیا

﴿۱﴾

دے کے داغ جدائی دا خادماں نوں عابد علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ روشن ضمیر ٹر گئے
بدلی کفن دی پہن کے رخ اتے ملک عدم نوں بدر منیر ٹر گئے
مان آسرا آل اولاد دا سن اتے خادماں دے دستگیر ٹر گئے
فانی دنیا نوں مار کے لت صوفی راجن علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دے کول فقیر ٹر گئے

﴿۲﴾

عابد علی شاہ عبدالعباد وسیں وچ جنتاں خاص مقام ہووے
کملی والے دا وصل نصیب ہووی حورو ملک رضوان غلام ہووے
تیری قبر عقیدت دا بنے مرکز فیض باطنی عام و عام ہووے
ٹر گیا ندی پالیں لج سخیا صوفی ولوں دن رات سلام ہووے

﴿۳﴾

پچھو اوس باغیچے دیاں بوٹیاں نوں جنہاں بوٹیاں کولوں بہار وچھڑے
اوکھی موت نالوں گھڑی نظر آوے غمزدہ جدوں غمخوار وچھڑے
تہہ دل تھیں سارے دعا منگو شالہ کدی نہ کسے دا یار وچھڑے

صوفی پچھ مریداں دا حال کی اے جنہاں کولوں آج عابد سرکار وچھڑے

﴿۴﴾

اعظم علی شاہ تے کاظم علی شاہ پیر سوہنے پھل گلزار تطہیر دے نے

شمس وقمر دے وانگ پئے چمک دے نیں دونویں صاحبزادے عابد پیر دے نے

راجن شاہ دیاں خاص نشانیاں نیں تے اچے ضمیر دے نیں

کیوں نہ ہووے فیر صوفی بلند رتبہ پتر پوترے سید فقیر دے نیں

......از صوفی غلام محمد نقشبندی شیخوپورہ......

﴿پنجتنی پھول کا گلدستہ﴾

(از محمد ابراہیم یوسف امرتسری)

کمانوالہ پنڈ دی دھرتی تے دیکھو رحمت رب دی چھائی اے

پیر راجن شاہؒ دا سردا صدقہ رب پنڈ دی شان ودھائی اے

ایہداحسب نسب رسول ﷺ دا اے ایہہ غنچہ پاک بتول دا اے

ایہدا آکھا رب نہ موڑ دا اے ایہدے گھر مشکل کشائی اے

سب رل مل ایتھے آندے نے منہوں منگیاں مراداں پاندے نے

سرصدقہ عابدؒ پیر دا اے ایہدی رب تک دیکھی رسائی اے

اعظم پیر مرا لا ثانی اے — عابد پیر دی خاص نشانی اے
ایہدا چہرا پاک نورانی اے — ساری خلقت ایہدی شیدائی اے
جیہڑا پیر دی نظر منظور ہویا — بخت اوس دا مثل طور ہویا
اوہدا سینہ یوسف نور ہویا — پیر جہات جہدے ول پائی اے

......پیش کردہ:۔ مولوی غلام رسول شیخوپورہ......

عقیدت دے پھُل

(از مولوی محمد انور ساکن کوٹلی بھگوان گجرات)

اس پیر دے در تے چلیے — جیہڑا لج پال سدا دیندا اے
اوہ بھر بھر جھولیاں دیندا اے — جو منگتا در تے اوندا اے
جدے نام توں مشکل ٹل دے اے — دل وچ شمع نورانی بلدی اے
جیہڑے نقشبندی دیوانے نے — اس در دے سب پروانے نے
ایہہ منی گل زمانے نے — او خیر وصل دا پاندا اے
سونیا پھل تطہیر دے باغاں دا — اوہ لاون والا جاگاں دا
مٹاون والا داغاں دا — سوہنا رنگ چڑھاندا اے

بھل جس نوں اپنا پیر جائے　　اوہ دنیا وچ اسیر جائے
سنگ اس دا چھڈ تقدیر جائے　　اوہ دردر دھکے کھاندا اے
کمانوالہ وسدا یارر ہوئے　　جیہدے وچ میری سرکار ہوئے
کھلا سجناں دا دربار ہووے　　جتھے مرشد مئے پلاندا اے
عاجز دی عرض منظور کرو، ناں درتوں شاہا دور کرو
میرا خالی جام معمور کرو، عاصی ہتھ بن عرض سناندا اے

﴿پیراں دا ڈیرہ﴾

(از حاجی بشیر احمد مئوذن جامع مسجد عابد کمانوالہ شریف سیالکوٹ)

میں تے میرا دل اے کہندا اے　　اے ڈیرہ اے پیر دے پیراں دا
حضور ﷺ دے شیدائی پیراں دا
اے ڈیرہ پیر دے پیراں راجن شاہ وزیراں دا
پیر راجن صاحب اس ڈیرے دے بانی نے
دن رات ہر ویلے اس ڈیرے دی کر دی نگرانی نے
پیر راجن صاحب نے اس ڈیرے لئی
مٹی کٹا اکٹھا کیتا تے وچ پانی ملایا
دن رات محنت کر کے اوسگارے نوں خوب کمایا

جس وقت تیار ہویا اوناں اپنی ہتھیں اے ڈیرہ بنایا

اس ڈیرے دے کئی دروازے اک مین گیٹ رکھوایا

مین گیٹ تے پیر راجن صاحب دا نام جے لکھوایا

باقی دروازے اپنے ٹائم اندر تے اوناں وی اپنا مام لکھوایا

اس ڈیرے تے جو کوئی آوے جھولیاں بھر دا جاوے نالے دلی مراداں پاوے

جاندیا ایہوای پکار پکارے اے ڈیرہ پیر دے پیراں دا

اے ڈیرہ پیر دے پیراں راجن شاہ وزیراں دا

ایس ڈیرے تے امیر غریب بڑا چھوٹا جیہڑا وی آوے

اونوں اکوای نظر نال دیکھا جاوے

تے اکوای دیگ وچوں کھاوے ایہو ایس ڈیرے دی پہچان اے

اسی ایس ڈیرے توں ہو جایئے قربان اے ڈیرہ پیر دے پیراں راجن شاہ وزیراں دا

ایہہ جیہڑی گل تو انوں سنائی ناں لکھی تے ناں لکھوائی

ناں پڑھی تے ناں کسے نے پڑھائی

ایہہ اوناں دی کرم نوازی نال اپنے آپ ہی بن دی آئی

حقیقت دی گل

(از حاجی بشیر احمد مئوزن جامع مسجد عابد کمانوالہ شریف سیالکوٹ)

وصال توں دو دن پہلے حضرت صاحب مسجد اندر آئے
او بیمارسن طبیعت دے بارے پوچھیا
او کھلوتے سن بہہ گئے مینوں بیٹھنے دا اشارہ کیتا
میں نیہڑے ہو کے بیٹھ گیا فیر اوناں مینوں گل سنائی
اساں بہت لمبی بیماری ہے پائی
ہن بہت جلدی دو دن وچ مشکل حل ہو جانی اے
نہیں بیماری رہنی اے تے نئیں دوائی کھانی اے
گل سی اوناں نے راز اندر کیتی سمجھ میری وچ نہ آئی

ٹھیک دو دن بعد پے گئی دہائی حضرت صاحب رحلت ہے فرمائی

گل سن لو پیر بھائی تے گل حقیقت والی سنائی
بہت رویا تے بہت پچھتایا تینوں سمجھ کیوں نہ آئی ہن پیش نہ جاندی کوئی
جس وقت غسل دی کیتی تیاری تے ہتھ جسم تے لایا
جسم وانگ ریشم دے پایا میرے اندروں آواز آئی
میرے دل نے دتی دہائی اے نے زندہ
سوہنی صورت ہے چھپائی گل سن لو پیر بھائی
گل توانوں حقیقت والی سنائی
بہت رویا تے بہت پچھتایا پیش نہ جاندی کوئی
آخر دل نوں لیا سمجھا تو ایویں ناں رولا پا
اے موت ربانی نبی پیغمبراں توں ہُندی آئی
گل سن لو پیر بھائی تے گل حقیقت والی سنائی
اک پیالہ تے اک کنگھی نشانی اوناں دی پائی
پیالے وچ پانی پلایا تے کنگھی نال کمر تے خارش کرائی
گل سن لو پیر بھائی تے گل حقیقت والی سنائی
دیکھو عجب وقت آیا میرے اگے ساریاں گلاں کردے سن
ہن اک وی گل کردے نئیں
میریاں گلاں ساریاں سن دے اپنی گل سناندے نئیں
مینوں انج معلوم ہندا ہن سجے کھبے گلاں کردے نے